علامات قیامت

ترجمہ قیامت نامہ

مؤلفہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب
محدث دہلوی رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا

تو کیا یہ لوگ بس قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ ایکدم اُن پر نازل ہو سو اسکی نشانیاں تو آہی چکی ہیں

علامات قیامت

ترجمہ قیامت نامہ مؤلفہ

عمدۃ المفسرین سند المحدثین حضرت مولٰنا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی

ملنے کا پتہ

محمد امین علی بک بائنڈر حیدرآباد دکن

قیمت ۱۲ر آنہ

رفیق مشین پریس

علامات قیامت

فہرست مضامین

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

زمانے کا انقلاب اس کا الٹ پھیر بھی قابل دید ہے ایک وہ زمانہ تھا جسمیں ہم مسلمانوں کا اوڑھنا بچھونا عربی زبان تھا۔ کیونکہ ہمارا قرآن مجید عربی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عربی پیغمبر کی ہدایات و ارشادات سب عربی زبان میں تھے۔ پھر جب لوگ عرب سے نکل کر مختلف بلاد اور مختلف مقامات میں منتشر ہو گئے تو اختلاف بلاد کے ساتھ اختلاف زبان کا ہونا لازمی امر تھا ہی چنانچہ ہم لوگ مختلف زبانیں استعمال کرنے لگے مگر سب زبانوں میں عربی کے بعد جو عروج فارسی زبان نے پایا وہ کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ تمام مذہبی اور دینی کتابیں فارسی زبان کے سانچوں میں ڈھل ڈھل کر شائع ہونے لگیں۔ اور مذہب اسلام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ فارسی زبان میں جمع ہو گیا۔ اب وہ زمانہ آیا جسمیں اردو نے ترقی کی لہذا بضرورت زمانہ مذہبی کتابیں عربی اور فارسی سے اردو کے قالب میں ڈھلنے لگی دہلی کے نامور مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے رفاہ عام کے لئے بہت سی کتابیں فارسی میں تصنیف فرمائیں جو اردو میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی ایک کتاب قیامت نامہ فارسی جسکے مضامین کی بنیاد آیات قرآنیہ و احادیث پر ہی اور اس کا بھی اردو ترجمہ کیا گیا لیکن ممالک غیر میں طبع ہونے کی وجہ سے اسکی قیمت اور لاگت زیادہ پڑ جاتی ہے اور اس سے عوام الناس کو زیادہ مستفید ہونیکا موقع بہت ہی کم ملتا ہے خصوصاً طلبہ و غرباء کیلئے اس غرض سے مصحح نے جہاں جہاں تشریح مطلوب تھی وہاں بحسب ضرورت توضیح کو پیش نظر رکھ کر صرف حاشیہ میں کچھ اضافہ کیا اور طباعت کا اہتمام کروایا اور عوام کے استفادہ کی غرض سے اسکی قیمت کم رکھی گئی ہے

(مہتمم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیامت کی پہلی علامت

خدائے بزرگ و برتر کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنی ظاہری و باطنی بیشمار نعمتوں سے ہمکو سرفراز فرمایا کہ جن میں سب سے افضل حضور سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہے کہ آپ ہم کو قیامت اور اسکے احوال مثلاً حشر، حساب جنت دوزخ وغیرہ سے آگاہ کریں۔ پس آنحضرت صلعم نے ہمکو وہاں کی شقاوت سے نجات اور تحصیل سعادت کے اسباب بتلائے اور قیامت کو علامات صغریٰ و کبریٰ کے ذریعہ سے نہایت ہی وضاحت کے ساتھ بیان فرماکر ہم پر روشن کر دیا۔ یہ فقیر **رفیع الدین** تحریر کرتا ہے کہ ایک مرتبہ خاندان تیموریہ کے اولوالعزم و ذی علم امراء کی مجلس میں قیامت کی بابت جو کچھ میرے دل میں حاضر تھا بیان کر رہا تھا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اگر یہ مذکور قلم بند کر دیا جائے تو نہایت مفید ثابت ہوگا۔ پس حسب فرمائش میں نے اسکے متعلق کچھ لکھا تو دیگر اصحاب نے بھی اس مذکور کے مسطور ہونے میں تاکید کی لہذا تحریر ہوتا ہے۔

قیامت کی علامتوں میں سب سے پہلی علامت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ وسلم کا وجود سراپا مسعود اور وفات ہے کیونکہ آپ کے پیدا ہونے کے بعد کمالات میں سب سے بہترین کمال جو نبوت و رسالت ہے۔ دنیا سے منقطع ہوا اور آپکی وفات حسرت آیات کی وجہ سے آسمانی وحی اور خبر کا سلسلہ دنیا سے موقوف ہوا آپ نے جہاد کے حکم

کی تکمیل[1] ہوئی تاکہ زمین کو مفسدوں سے پاک کردیں یہ سب قیامت کی نشانیاں
ہیں حضور نے قیامت کی بہت سی علامتیں بیان فرمائی ہیں جو دو قسم پر منقسم ہیں
اول علامات صغریٰ جو آپ کی وفات سے حضرت امام مہدی کے ظہور تک
وجود میں آئیں گی۔ **دوم علامات کبریٰ** جو حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور
سے نفخ صور تک وجود میں آتی رہینگی اور آغاز قیامت انہیں سے ہوگا۔ قیامت کی
علامات صغریٰ کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت[2] ہے کہ پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حکام زمین و ملک کے لگان و محصول کو اپنی ذاتی دولت
بنائیں (یعنی اس کو مصرف شرعی میں خرچ نہ کریں) زکوٰۃ بطور تاوان کے ادا کریں
لوگ امانت کو مال غنیمت کیطرح (جو کفار سے جہاد میں حاصل کیا جاتا ہے) حلال
وطیب سمجھیں۔ شوہر اپنی بیوی کی بیجا اطاعت کرے۔ اولاد والدین کی نافرمانی
اور بد لوگوں سے دوستی کرے۔ علم دین حصول دنیا کی غرض سے سیکھا جائے۔ ہر قبیلہ و
قوم میں ایسے لوگ سردار بن جائیں جو ان میں سب سے زیادہ کمینے بداخلاق لالچی ہوں انتظامات
ایسے اشخاص کے سپرد کئے جائیں جو ان کے لائق نہ ہوں۔ خوف و ضرر کی وجہ سے ایسے
آدمیوں کی تعظیم و تکریم کیجائے جو خلاف شرع ہوں۔ شراب خواری کھلم کھلا ہونے لگے
آلات لہو و لعب اور ناچ گانے کا رواج ہو جائے۔ زنا کاری کی کثرت ہو امت کے
جب پچھلے لوگ اگلوں پر[3] لعنت و طعنہ زنی کرنے لگیں تو اس وقت جھکڑ[4] نہایت سرخ

---

[1] اگرچہ جہاد کا حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں نزول توراۃ کے بعد سے تمام پیغمبروں میں چلا آتا تھا لیکن اسکی پوری تکمیل اور اچھے اصول پر بنیاد آپ کے زمانہ میں پڑی۔ محمد سعید۔

[2] یہ حدیث ترمذی صفحہ ۳۲۲ مطبوعہ اصح المطابع وغیرہ میں موجود ہے (بقیہ حاشیہ صہ پر)

رنگ کی آندھی اور دیگر علامات عذاب کے آنیکا انتظار کرو جیسے زمین کا دھنسنا آسمان سے پتھروں کا برسنا صورتوں کا بدل جانا اسکے سوا اور علامات بھی اسطرح پے در پے ظہور پذیر ہونے لگیں گی جیسے تسبیح کا ڈورا ٹوٹ کر اسکے دانے یکے بعد دیگرے گرنے لگتے ہیں

دیگر احادیث میں آیا ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے لونڈیوں کی اولاد کی کثرت، بے علم و بے ادب نو دولت لوگوں کی حکومت۔ اغلام بازی جیبی بازی، مساجد میں کھیل کود، ملاقات کے وقت بجائے سلام کے گالی گلوچ بکنا علوم شرعیہ کا کم ہونا، جھوٹ کو ہنر سمجھنا۔ دلوں سے امانت و دیانت کا اٹھنا۔ فاسقوں کا علم سیکھنا۔ شرم و حیا کا جاتا رہنا۔ مسلمانوں پر کفار کا چاروں طرف سے ہجوم کرنا۔ ظلم کا اسقدر بڑھ جاتا کہ جس سے پناہ لینی مشکل ہو، باطل مذاہب جھوٹی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶) ۳؎ افسوس آجکل جو لوگ مقتدا بننے کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ وہ خود کیسے ہی گندے لالچی دنیا پرست بناوٹی اور مجموعہ اخلاق قبیحہ کیوں نہ ہوں مگر دنیاوی مفاد و عزت یا سرکشی نفس امارہ کی بدولت قرون اولی کے مقبول و صادق مسلمانوں پر طعنہ زنی کو اپنی فضیلت اور ترفع خیال کرتے ہوئے عوام کے درمیان پھوٹ ڈالکر تبوأ بما ثمہ اذ ثمہ لتکون من اصحاب النار کا مصداق بنتے ہیں اور الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا کے سچے مضمون کا اپنے آپ کو نشانہ بناتے ہیں۔ افسوس ایسے بدبختوں کی حالت پر (لورنحمد)

۴؎ دنیا میں آج کل جو ایک قوم دوسری قوم کی ہلاکت کی غرض سے سرخ آتشیں آندھیوں اور طوفانوں کو عمل میں لاتی ہے وہ تو ظاہر ہے اور ممکن ہے کہ آسمانی طوفان بھی آئیں گے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱؎ ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے جسمیں کفار ایک دوسرے کو ممالک اسلامیہ پر قابض ہونے کیلئے اسطرح مدعو کرینگے جیسے کہ دسترخوان پر کھانے کیلئے ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ کسی نے فرمایا یا رسول اللہ کیا اسوقت ہماری تعداد قلیل ہوگی فرمایا نہیں بلکہ اسوقت کثرت سے ہوں گے لیکن بالکل ایسے بے بنیاد جیسے رو کے سامنے خس و خاشاک اور تمہارا رعب و داب دشمنوں کے دل سے اٹھ جائیگا اور تمہارے دلوں میں سستی پڑ جائے گی ایک صحابی نے عرض کیا حضور سستی کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ تم دنیا کو دوست رکھو گے اور موت سے خوف کروگے۔ اس حدیث کو ابو داؤد امام احمد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور صحیح ہے سو موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کو دینی و دنیوی و اخلاقی امور میں قرون گذشتہ کے مسلمانوں کے قدم بقدم چل کر خدا اور رسول کے احکام کی نہایت ہی خلوصیت کیساتھ پابند ہونا چاہیئے تاکہ وہ بدترین مسلمان ثابت نہ ہوں جو ان احادیث کے مصداق ہوں گے (مترجم)

عیسائیوں کا ملک شام پر قبضہ

حدیثوں اور بدعتوں کا فروغ پانا ہے جب تمام علامات و آثار نمایاں ہو جائیں تو عیسائی بہت سے ملکوں پر غلبہ کر کے قبضہ کر لیں گے۔ پھر ایک مدت کے بعد عرب اور شام کے ملک میں ابوسفیان کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو سادات کو قتل کرے گا۔ اس کا حکم ملک شام و مصر کے اطراف میں جاری ہو جائیگا۔ اس اثنا میں بادشاہ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ کے ساتھ جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہوگی۔ لڑنے والا فرقہ **قسطنطنیہ** پر قبضہ کر لے گا۔ بادشاہ روم دارالخلافہ کو چھوڑ کر ملک شام میں آجائے گا۔ اور عیسائیوں[1] کے مذکورہ فرقہ **دوم** کی اعانت سے اسلامی افواج ایک خونریز جنگ کے بعد فرقہ مخالف پر فتحمند ہوگی۔ دشمن کی شکست کے بعد فرقہ موافق میں سے ایک شخص بول اٹھیگا کہ صلیب غالب ہوئی اور اسی کی برکت کی وجہ سے فتح کی صورت دکھائی دی یہ سن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے مار پیٹ کرے گا۔ اور کہیگا کہ نہیں دین اسلام غالب ہوا اور اسی کی برکت سے فتح نصیب ہوئی یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لئے پکاریں گے کہ جس کی وجہ سے فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائیگی۔ **بادشاہ اسلام شہید ہو جائیگا**۔ عیسائی ملک شام پر قبضہ کر لیں گے اور آپس میں ان دونوں عیسائی قوموں میں صلح ہو جائیگی۔

بادشاہ اسلام کی شہادت

بقیۃ السیف مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے۔ عیسائیوں کی حکومت خیبر تک جو مدینہ منورہ سے قریب ہے پھیل جائے گی۔ اس وقت مسلمان اس تجسس میں ہونگے کہ حضرت امام مہدی ؑ کو تلاش کرنا چاہیئے تاکہ ان مصائب کے دفعیہ کے موجب ہوں اور دشمن کے پنجہ سے نجات دلائیں **حضرت امام مہدی ؑ**

---

[1] یہ حدیث ابوداؤد میں موجود ہے۔

ظہور امام مہدی

اسوقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس بات کے ڈر سے کہ مبادا لوگ مجھ جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کے انجام دہی کی تکلیف دیں مکہ معظمہ[۱] چلے جائیں گے اس زمانہ کے اولیاء کرام و ابدال عظام آپ کو تلاش کریں گے اور اس اثنا میں کہ مہدیؑ رکن و مقام ابراہیم کے درمیان کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے۔ آدمیوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور مجبور کرکے آپ سے بیعت کرے گی۔ اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گذشتہ ماہ رمضان میں چاند و سورج کو گرہن لگ چکے گا۔ اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ ندا آئے گی۔ هٰذَا خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْمَعُوا لَهٗ وَاَطِيعُوهُ[۲] اس آواز کو اس جگہ کے تمام خاص و عام سن لیں گے۔ حضرت امام مہدیؑ[۳] سید

امام مہدی کے شکل و شمائل

اور اولاد فاطمہ زہرہؓ میں سے ہیں آپ کا قدو قامت قدرے لمبا بدن چست، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے مشابہ ہوگا۔ نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری طرح مشابہت رکھتے ہوں گے آپ کا اسم شریف محمدؐ اور والد کا نام عبداللہ والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔ زبان میں قدرے لکنت ہوگی جس کی وجہ سے تنگ دل ہو کر کبھی کبھی ران پر ہاتھ مارتے ہوں گے۔ آپ کا علم لدنی (خداداد) ہوگا۔

علامات کبریٰ

بیعت کے وقت عمر چالیس سال کی ہوگی خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی۔ شام، عراق اور یمن کے اولیائے کرام و ابدال عظام آپ کی مصاحبت میں اور ملک عرب کے بے انتہا آدمی آپ کی افواج

---

[۱] ابوداود میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ۱۲ [۲] ترجمہ:- یہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے اس کا حکم سنو اور مانو ۱۲

[۳] یہ حدیث بروایت ابوداود، مشکوٰۃ ص۴۷۱ مطبوعہ نظامی میں موجود ہے اور صحیح ہے ۱۲

میں داخل ہو جائیں گے اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے جسکو تاج الکعبہ کہتے ہیں نکال کر مسلمانوں پر تقسیم فرمائیں گے۔ جب یہ خبر اسلامی دنیا میں منتشر ہوگی تو خراسان[۱] سے ایک شخص کہ جس کے لشکر کا مقدمۃ الجیش منصور نامی کے زیر کمان ہوگا۔ ایک بہت بڑی فوج لے کر آپ کی مدد کے لئے روانہ ہوگا جو راستہ میں ہی بہت سے عیسائیوں اور بددینوں کا صفایا کردیگا۔ وہ سفیانی (کہ جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے) جو اہل بیت کا دشمن ہوگا جس کی ننھیال قوم بنو کلب ہوگی حضرت امام مہدی کے مقابلہ کے واسطے فوج بھیجے گا۔ جب یہ فوج مکہ و مدینہ کے درمیان ایک میدان میں آکر پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تو اسی جگہ اس فوج کے نیک و بدعقیدے والے سب کے سب دھنس جائیں گے اور قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اس کے عقیدے و عمل کے موافق ہوگا مگر ان میں سے صرف دو آدمی بچ جائیں گے۔ ایک حضرت امام مہدیؑ کو اس واقعہ سے مطلع کرے گا اور دوسرا سفیانی کو۔

خراسان سے امام مہدیؑ کی فوج، امام مہدیؑ کی فوجی تیاریاں اور عیسائی افواج کا اجتماع۔

افواج عرب کے اجتماع کا حال سن کر عیسائی بھی چاروں طرف سے فوجوں کو جمع کرنے میں کوشش کریں گے اور اپنے اور روم کے ممالک سے فوج کثیر لے کر امام مہدی علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے شام[۲] میں مجتمع ہو جائیں گے ان کی فوج کے اس وقت ستر[۳] جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) سپاہ ہوگی حضرت امام مہدیؑ مکہ سے کوچ فرما کر مدینہ منورہ پہونچیں گے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف

۱؎ ابوداؤد ۱۲ - ۲؎ مسلم صفحہ ۳۹۳ انصاری ۱۲ ۳؎ صحیح بخاری ۱۲

ہو کر شام کی جانب[1] روانہ ہو جائیں گے۔ دمشق کے قرب وجوار میں عیسائیوں کی فوج سے آمنا سامنا ہوگا۔ اس وقت حضرت امام مہدیؑ کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ نصاریٰ کے خوف سے بھاگ جائے گا خداوند کریم ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کرے گا۔ باقی ماندہ فوج میں کچھ تو شہید ہو کر بدر و احد کے شہداء کے مراتب کو پہونچیں گے اور کچھ بتوفیق ایزدی فتحیاب ہو کر ہمیشہ کے لئے گمراہی اور انجام بد سے چھٹکارا پالیں گے۔ حضرت مہدیؑ پھر دوسرے روز نصاریٰ کے مقابلہ کے لئے نکلیں گے اس روز مسلمانوں کی ایک بڑی جمعیت[2] عہد کرلیگی کہ بغیر فتح یا موت کے میدان جنگ سے نہ پلٹیں گے پس یہ کل کے کل شہید ہو جائیں گے۔ حضرت مہدیؑ باقی ماندہ قلیل جماعت کے ساتھ لشکر گاہ میں معاودت فرمائیں گے۔ دوسرے دن پھر ایک جمعیت کثیر عہد کرلے گی کہ موت یا فتح۔

پس حضرت امامؑ کے ہمراہ میدان کارزار میں آکر بڑی بہادری کے بعد جام شہادت نوش کریں گے شام کے وقت حضرت مہدی تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ مراجعت فرمائیں گے۔ تیسرے روز اسی طرح ایک بڑی جماعت قسم کھاکر پھر شہید ہو جائیگی۔ حضرت امام مہدیؑ جماعت قلیل کے ساتھ اپنی قیام گاہ میں واپس تشریف لے آئیں گے چوتھے روز حضرت مہدیؑ رسد گاہ کی محافظ جماعت کو لیکر جو مقدار میں بہت کم ہوگی دشمن سے نبرد آزما ہوں گے۔ اس دن خداوند کریم ان کو فتح مبین[3] عطا فرمائے گا۔ عیسائی اس قدر قتل و غارت

---

[1] صحیح مسلم [2] مسلم صفحہ ۳۱۰۔ الانصاری ۱۲ [3] مسلم صفحہ ۳۹۲ الانصاری ۱۲ [4] صحیح مسلم ۳۹۲ الانصاری

ہوں گے کہ باقیوں کے دماغ سے حکومت کی بو جاتی رہے گی اور بے سروسامان ہو کر نہایت ذلت اور رسوائی کے ساتھ بھاگیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے اکثر کو جہنم رسید کر دیں گے۔ اس کے بعد حضرت مہدیؑ بے انتہا انعام و اکرام اس میدان کے شیروں و جانبازوں پر تقسیم فرمائیں گے مگر اس مال سے کسی کو خوشی حاصل نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان و قبائل ایسے ہوں گے جن میں فیصدی ایک ایک آدمی بچا ہوگا۔ بعد ازاں حضرت امام مہدیؑ بلاد اسلام کے نظم و نسق اور فرائض حقوق العباد کے انجام دہی میں مصروف ہونگے۔ چاروں طرف اپنی فوجیں پھیلا دیں گے۔ اور ان مہمات سے فارغ ہو کر فتح قسطنطنیہ کے لئے کوچ فرمائیں گے۔ بحیرہ روم کے ساحل پر پہونچ کر بنو اسحاق کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کی خلاصی کے لئے جسکو آجکل استنبول کہتے ہیں معین فرمائیں گے۔ جب یہ فصیل شہر کے نزدیک پہنچ کر نعرہ اللہ اکبر بلند کریں گے تو اس کی فصیل نام خدا کی برکت سے منہدم ہو جائے گی۔ مسلمان حملہ کر کے شہر میں داخل ہو جائیں گے سرکشوں کو قتل کر کے ملک کا انتظام نہایت عدل و انصاف کے ساتھ کریں گے ابتدائی بیعت سے اس وقت تک چھ سات سال کا عرصہ گذرے گا۔ امام مہدیؑ ملک کے بندوبست ہی میں مصروف ہوں گے کہ افواہ اڑے گی کہ دجال نے مسلمانوں میں تباہی ڈالی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی حضرت امام مہدیؑ

ؔ۱ صحیح مسلم صفحہ ۳۹۶ الفصاری ؔ۲ مطلب یہ ہیکہ اسلامی فوج کے مقابلہ میں کچھ کام نہ دے سکیگی اور شہر کی حفاظت اس سے نہ ہوگی تو گویا اس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہو جائیگا۔ ؔ۳ صحیح مسلم صفحہ ۳۹۹۔ الفصاری ۱۲

ملک شام کی طرف مراجعت فرمائیں گے۔ اور اس خبر کی تحقیق کے لئے پانچ یا نو سوار جن کے حق میں سرورِ کائنات صلعم نے فرمایا ہے کہ میں ان کے ماں باپوں اور قبائل کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں[۱] اس زمانہ کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے لشکر کے آگے پیچھے بطور طلیعہ روانہ ہو کر معلوم کریں گے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ پس امام مہدی عجلت و شتابی کو چھوڑ کر ملک کی خبر گیری کی غرض سے آہستگی اختیار فرمائیں گے۔ اس میں کچھ عرصہ گزریگا کہ **دجال ظاہر** ہو جائیگا۔ دجّال قوم یہود میں سے ہوگا عوام میں اس کا لقب مسیح ہوگا۔ آنکھ[۲] میں پھلّی ہوگی۔ گھونگر دار بال ہوں گے سواری میں ایک بہت بڑا گدھا ہوگا۔ اولاً اسکا ظہور ملک اعراق و شام کے درمیان ہوگا جہاں **نبوت و رسالت کا دعوی** کرتا ہوگا پھر وہاں سے اصفہان[۳] چلا جائیگا۔ یہاں اس کے ہمراہ ستر ہزار یہودی ہونگے یہیں سے خدائی کا دعویٰ کر کے چاروں طرف فساد برپا کریگا۔ اور زمین کے اکثر مقامات پر گشت کر کے لوگوں سے اپنے تیئں خدا کہلوائیگا[۴]۔ لوگوں کی آزمائش کے لئے خداوند کریم اس سے بڑے خرق عادات ظاہر کرائیگا[۵]۔ اسکی پیشانی پر لفظ ک[۶]۔ ف۔ ر) لکھا ہوگا۔ جس کی شناخت صرف اہل ایمان کر سکیں گے۔ اسکے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو دوزخ سے تعبیر کرے گا۔ ایک باغ جو جنت کے نام سے موسوم ہوگا۔ مخالفین[۷] کو آگ میں موافقین کو جنت میں ڈالے گا مگر وہ آگ درحقیقت

---

[۱] صحیح بخاری صفحہ ۲۵۲ مجتبائی و مسلم شریف ۱۲ [۲] صحیح بخاری صفحہ ۱۰۵۵ مجتبائی و مسلم صفحہ ۴۰۱ انصاری [۳] صحیح مسلم ۱۲ [۴] صحیح مسلم ۱۲ [۵] صحیح مسلم ۱۲ [۶] بخاری صفحہ ۱۰۵۶ مجتبائی و مسلم صفحہ ۴۰۰ " [۷] صحیح بخاری ۱۲۔

دجال کا ظہور

باغ کے مانند ہوگی اور باغ آگ کی خاصیت رکھتا ہوگا - نیز اس کے پاس اشیائے[1] خوردنی کا ایک بڑا ذخیرہ ہوگا جس کو چاہے گا دے گا - جب کوئی فرقہ[1] اسکی الوہیت کو تسلیم کریگا تو اس کے لئے اس کے حکم سے بارش ہوگی اناج پیدا ہوگا - درخت پھل دار، مویشی موٹے تازے اور شیر دار ہو جائیں گے - جو فرقہ اسکی مخالفت کرے گا تو اس سے اشیائے مذکورہ بند کردے گا اور اسی قسم کی بہت سی ایذائیں مسلمانوں کو پہونچائے گا مگر خدا کے فضل سے مسلمانوں[2] کو تسبیح و تحلیل کھانے پینے کا کام دے گی - اس کے خروج کے پیشتر دو سال تک قحط رہ چکا ہوگا - تیسرے سال[3] دوران قحط ہی میں اسکا ظہور ہوگا - زمین کے مدفون خزانے[4] اس کے حکم سے اس کے ہمراہ ہو جائینگے - بعض آدمیوں سے کہیگا کہ میں مردہ ماں باپوں کو زندہ کرتا ہوں تاکہ تم اس قدرت کو دیکھ کر میری خدائی کا یقین کرلو پس شیاطین کو حکم دیگا کہ زمین میں سے ان کے ماں باپوں کی ہم شکل ہوکر نکلو - چنانچہ وہ ایسا ہی کریں گے اس کیفیت سے بہت[5] ممالک پر اس کا گزر ہوگا - یہاں تک کہ وہ جب سرحد مکہ میں پہونچے گا اور بد دین لوگ بکثرت اسکے ساتھ ہو جائیں گے تو وہاں سے لوٹ کر مکہ معظمہ کے قریب مقیم ہو جائیگا - مگر بسبب محافظت فرشتوں کے مکہ معظمہ[6] میں داخل نہ ہوسکے گا پس وہاں سے مدینہ منورہ کا قصد کرے گا - اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے - ہر دروازہ کی محافظت کے لئے خداوند کریم دو[2] دو فرشتے تعین فرمائے گا جنکے ڈر سے دجال کی فوج داخل شہر نہ ہوسکیگی

---

[1] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲ [2] مسلم صفحہ ۴۰۱ انصاری ۱۲ [3] امام احمد ابو داود طیالسی اور یہ حدیث صحیح ہے۔ مطلب یہ کہ صبر کریں گے برداشت کریں گے اور خدا پر بھروسہ کرینگے ۱۲ [4] امام احمد ابو داود طیالسی ۱۲ [5] صحیح مسلم صفحہ ۴۰۱ مطبوعہ انصاری ۱۲ - [6] صحیح مسلم و بخاری ۱۲ [7] بخاری صفحہ ۲۵۳ المجتبائی ۱۲ -

نیز مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے بد عقیدہ منافق لوگ خائف ہو کر شہر سے نکل کر دجال کے پھندے میں گرفتار ہو جائیں گے۔ اسوقت مدینہ منورہ میں ایک بزرگ ہوں گے جو دجال سے مناظرہ کرنے کے لئے نکلیں گے۔ دجال کی فوج کے قریب پہنچ کر ان سے پوچھیں گے کہ دجال کہاں ہے۔ وہ ان کی گفتگو کو خلاف ادب سمجھ کر قتل کرنے کا قصد کریں گے لیکن بعض ان میں کے قتل سے مانع ہونگے اور کہیں گے کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہمارے اور تمہارے خدا (دجال) نے منع کیا ہے کہ بغیر اجازت کسی کو قتل نہ کرنا۔ پس وہ دجال کے سامنے جا کر بیان کریں گے کہ ایک گستاخ شخص آیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔

دجال سے مناظرہ

دجال ان کو اپنے پاس بلائے گا جب وہ بزرگ دجال کے چہرے کو دیکھیں گے تو فرمائیں گے میں نے تجھے پہچان لیا تو وہی دجال ملعون ہے جس کی خبر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اور تیری گمراہی کی حقیقت بیان فرمائی تھی۔

دجال غصہ میں آکر کہے گا کہ اسکو آرے سے چیر دو پس وہ آپ کے دو ٹکڑے کر کے دائیں بائیں جانب ڈال دیں گے پھر دجال خود ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان میں سے نکل کر لوگوں سے کہے گا اگر اب میں اس مردہ کو زندہ کر دوں تو تم میری خدائی پر پورا یقین کرو گے۔ وہ کہیں گے ہم تو پہلے ہی آپ کے الوہیت کا یقین کر چکے ہیں۔ اور کسی قسم کا شک و شبہ دل میں نہیں رکھتے ہاں اگر ایسا ہو جائے تو ہم کو مزید اطمینان ہو جائے گا۔ پس وہ ان دونوں ٹکڑوں کو جمع کر کے زندہ

۱؎ حدیث اسخرتک مسلم شریف صفحہ ۴۰۲ الانصاری میں موجود ہے۔

ہونے کا حکم دے گا۔ چنانچہ وہ خدائے قدوس کی حکمت وارادے سے زندہ ہوکر کہیگا کہ اب تو مجھ کو پورا یقین ہوگیا کہ تو وہی مردود دجال ہے کہ جس کی ملعونیت کی خبر پیغمبر خدا صلعم نے دی تھی[۱]۔ دجال جھنجھلا کر اپنے معتقدین کو حکم دے گا کہ اسکو ذبح کرو پس وہ آپ کی گردن پر چھری پھیریں گے مگر اس سے آپ کو کوئی ضرر نہ پہونچے گا۔ دجال شرمندہ ہوکر ان بزرگ کو اپنی دوزخ میں جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے ڈال دے گا۔ مگر خداوند کریم کی قدرت سے وہ آپ کے حق میں بردوسلام ہوجائے گی۔ اس کے بعد دجال کسی مردہ کے زندہ کرنے پر قدرت نہ پائے گا اور یہاں سے ملک شام کی جانب روانہ ہوجائیگا قبل اس کے کہ دمشق پہنچے حضرت امام مہدی علیہ السلام دمشق آچکے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری وترتیب فوج کرچکے ہوں گے اور اسباب حرب و ضرب تقسیم کرتے ہوں گے کہ مؤذن عصر کی اذان دے گا۔ لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ کیے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی مینارہ پر جلوہ افروز ہوکر آواز دیں گے کہ سُلَّم یعنی سیڑھی لے آؤ پس سیڑھی حاضر کردی جائے گی۔ آپ اسکے ذریعہ سے فروکش ہوکر امام مہدیؑ سے ملاقات فرمائیں گے[۲]۔ امام مہدیؑ نہایت تواضع وخوش خلقی کے ساتھ آپ سے پیش آئیں گے اور فرمائیں گے یا نبی اللہ امامت کیجئے حضرت عیسٰی علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تم ہی کرو کیونکہ تمہارے بعض بعض کیلئے امام ہیں اور یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے

ذکر نزول حضرت عیسٰی علیہ السلام

---

[۱] مسلم شریف صفحہ ۴۰۱ انصاری ۱۲ [۲] صحیح مسلم ۱۲۔

پس امام مہدیؑ نماز پڑھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ اقتداء کریں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر امام مہدیؑ پھر حضرت عیسیٰؑ سے کہیں گے یا نبی اللہ اب **لشکر کا انتظام** آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ ہی کے تحت میں رہیگا۔ میں تو صرف قتل دجّال کے واسطے آیا ہوں جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدور ہے۔ رات امن و امان کے ساتھ بسر کر کے امام مہدیؑ فوج ظفر موج کو لے کر میدان کارزار میں تشریف لائیں گے۔ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے کہ میرے لئے گھوڑا اور نیزہ لاؤ تاکہ اس ملعون کے شر سے زمین کو پاک کردوں پس حضرت عیسیٰ دجال پر اور اسلامی فوج اس کے لشکر پر حملہ آور ہوگی۔ نہایت خوفناک لڑائی شروع ہو جائے گی اس وقت دم عیسویؑ کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی وہیں تک یہ بھی پہنچے گا اور جس کافر تک آپ کا سانس پہونچے گا تو وہ وہیں نیست و نابود ہو جایا کرے گا۔ **دجّال آپ کے مقابلہ** سے بھاگے گا۔ آپ اس کا تعاقب کرتے کرتے مقام لُدّ[۱] جا لیں گے اور نیزے سے اس کا کام تمام کر کے لوگوں پر اس کی ہلاکت کا اظہار کریں گے کہتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰؑ اس کے قتل میں عجلت نہ کرتے تو بھی وہ آپ کے سانس سے اسطرح پگھل جاتا جیسے پانی میں[۲] نمک۔ اسلامی فوج دجّال کے لشکر کے قتل و غارت

۱؎ مسلم صفحہ ۔ انصاری ۲ لغات شرح مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ لُد بضم لام و تشدید دال ملک شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ بیت المقدس کے قریب ایک گاؤں ہے ۲ مترجم مشکوٰۃ صحیح مسلم و ابن ماجہ

کرنے میں مشغول ہو جائے گی۔ یہودیوں کو جو اس کے لشکر میں ہوں گے کوئی چیز پناہ نہ دے گی۔ یہاں تک کہ اگر بوقت شب کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں اُن میں سے کوئی پناہ گزیں ہو تو وہ بھی آواز دے گا کہ اے خدا کے بندے دیکھ اس یہودی کو پکڑ اور قتل کر۔ مگر درخت غرقد ان کو پناہ دے کر اخفائے حال کرے گا۔ زمین پر دجّال کے شر و فساد کا زمانہ چالیس روز تک رہے گا کہ جن میں سے ایک دن ایک سال کے ایک ایک مہینہ کے اور ایک ایک ہفتہ کے برابر ہوگا۔ باقی ماندہ ایام معمولی دنوں کے برابر ہوں گے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ دنوں کی درازی بھی دجّال کے استدراج کی وجہ سے ہوگی۔ کیونکہ وہ ملعون آفتاب کو حبس کرنا چاہے گا خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے اسکی حسب مرضی آفتاب کو روک دے گا۔ اصحاب کرامؓ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو روز ایک سال کے برابر ہوگا اس میں ایک دن کی نماز پڑھنی چاہیے یا سال بھر کی آپ نے فرمایا کہ اندازہ و تخمینہ کرکے ایک سال ہی کی نماز ادا کرنی چاہیئے شیخ محی الدین ابن عربیؒ جو ارباب کشف و شہود کے محققین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ اس دن کی تصویر دل میں یوں آتی ہے کہ آسمان پر ایک ابر محیط طاری ہوگا اور ضعیف و خفیف روشنی جو عموماً ایسے ایام میں ہوا کرتی ہے تاریکی محض سے متبدل نہ ہوگی اور آفتاب بھی نمایاں نہ ہوگا پس لوگ بموجب شرع اندازہ و تخمینہ سے اوقات نماز کے مکلّف ہوں گے۔" واللہ اعلم بالصواب"

ا۔ صحیح مسلم و ترمذی و بخاری ۱۲ ؎۲ ترمذی صـ ۲۴۵ اصح المطابع ۱۲

دجّال کے فتنہ کے خاتمہ پر حضرت امام مہدیؑ وحضرت عیسیٰؑ[1] ان شہروں میں کہ جن کو دجّال نے تاخت وتاراج کردیا ہوگا دورہ فرمائیں گے دجّال سے تکلیف[1] اٹھائے ہوئے لوگوں کو خدا کے یہاں اجر عظیم ملنے کی خوش خبری دے کر دلاسا وتسلی دیں گے اور اپنی عنایات ونوازشات عامہ سے ان کے دنیاوی نقصانات کی تلافی کریں گے۔ حضرت عیسیٰؑ قتل خنزیر[2] شکست صلیب اور کفار سے جزیہ نہ قبول کرنے کے احکام صادر فرماکر تمام کفار کو اسلام کی طرف مدعو کریں گے۔ خدا کے فضل وکرم سے کوئی کافر بلاد اسلام میں نہ رہیگا تمام زمین حضرت امام مہدیؑ کے عدل وانصاف کے چمکاروں سے منور وروشن ہو جائیگی۔ ظلم وبے انصافی کی بیخ کنی ہوگی۔ تمام لوگ عبادات وطاعت الٰہی میں سرگرم ومشغول ہونگے۔ آپ کی خلافت کی میعاد[3] سات[4] آٹھ یا نو[5] سال ہوگی۔ واضح رہے کہ سات سال عیسائیوں کے فتنہ اور ملک کے انتظام میں آٹھواں سال دجال کے ساتھ جنگ وجدال میں اور نواں سال حضرت عیسیٰؑ کی معیت میں گزرے گا اس حساب سے آپ کی عمر ۴۹ سال کی ہوگی۔ بعد ازاں حضرت امام مہدیؑ کا وصال ہو جائیگا۔ حضرت عیسیٰ آپ کی جنازہ کی نماز پڑھاکر دفن فرمائیں گے۔ اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ میں آجائیں گے تمام مخلوق نہایت امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہوگی کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی[6]

---

[1] مسلم ص۱۰ الضاری ۱۲ [2] ترمذی ص۳۲۵ اصح المطابع وصحیح مسلم ۱۲ [3] ابو داؤد ترمذی ۱۲ [4] حاکم ۱۲ [5] ترمذی ص۳۲۴ اصح المطابع ۱۲ [6] صحیح مسلم ۱۲ [10] الضاری۔

نازل ہوگی کہ میں اپنے بندوں میں سے ایسے طاقتور بندوں کو ظاہر کرنے والا ہوں کہ کسی شخص کو ان کے مقابلہ کی تاب نہ ہوگی پس میرے خالص بندوں کو کوہ طور پرلے جا تاکہ وہاں پناہ گزیں ہوجائیں۔ حضرت عیسیٰؑ کوہ طور کے قلعہ میں جو آج کل موجود ہے، نزول فرماکر اسباب حرب و سامان رسد مہیا کرنے میں سرگرم ہوں گے کہ اس اثناء میں قوم **یاجوج و ماجوج** سد سکندر کو توڑ کر ٹڈی دل کی طرح چاروں طرف پھیل جائیں گے۔ سوائے مضبوط قلعہ[1] کے کہیں اُن سے خلاصی کی صورت نہ ہوگی لوگوں کے قتل وغارت کرنے میں بالکل دریغ نہ کریں گے یہ لوگ یافث بن نوحؑ[2] کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کا ملک انتہائے بلاد شمال و مشرق بیرون ہفت اقلیم میں ہے ان کے جانب شمال دریائے شور ہے کہ جس کا پانی شدت برودت کی وجہ سے اسقدر غلیظ و منجمد ہے کہ جس میں جہاز رانی ناممکن ہے ان کے شرقی و غربی اطراف میں دیواروں کی مانند دو بڑے پہاڑ واقع ہیں جن میں آمد و رفت کا رستہ نہیں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی تھی جس میں سے یاجوج ماجوج نکل نکل کر ادھر کے لوگوں کو لوٹ[2] لیا کرتے تھے کہ جس کو ذوالقرنین[3] نے ایک ایسی آہنی دیوار سے کہ جسکی بلندی

---

[1] معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ ان کے شر سے لوگ قلعوں میں پناہ گزیں ہوجائینگے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعوں میں انکی دسترس نہ ہوگی ۱۲ [2] بخاری مجتبائی صـ۵۱ [3] ذوالقرنین کے معنی ہیں دو سینگ والا چونکہ اس بادشاہ کی پیشانی کے ہر دو جانب ابھرے ہوئے تھے اسوجہ سے اس نام سے مشہور ہوا تھا۔ یہ تاریخ کے دور کے آغاز سے بہت پہلے ان قوموں کا بادشاہ تھا جسکی تہذیب و تمدن و بود و باش کا پتہ آج تک کسی کو معلوم نہ ہوسکا۔ اہرام مصر اسکے شاہد ہیں کہ یہ بادشاہ فن تعمیر کے اعداد اعلیٰ میں گذرا ہے پایۂ تخت یمن میں تھا تمام روئے زمین پر اسکی سلطنت رہی بڑا نیک خدا پرست بادشاہ تھا سکندر رومی کے متعلق جو عوام میں مشہور ہے کہ وہ ذوالقرنین تھا یہ ٹھیک نہیں ہے کہ قرآن مجید اور احادیث اور تمام اسلامی تاریخ کے خلاف ہے بلکہ سکندر رومی بت پرست تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ وہ سبعہ سیارہ کے نام سے عبادت خانے بناتا اور پرستش کرتا تھا۔ علاوہ اسکے وہ تمام روئے زمین کا بادشاہ ہی نہ تھا بلکہ یونان سے ایران اور ایران سے ہندوستان میں پنجاب تک آکر واپس ہوتے ہی مرگیا۔ ۱۲

ان دونوں پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچی ہے اور موٹائی ۸۰ گز کی ہے بند کر دیا ہے
پس وہ دن بھر نقب زنی اور توڑنے میں مصروف رہتے ہیں مگر رات کو خداوند
کریم اپنی قدرت کاملہ سے ویسا ہی کر دیتا ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
وقت میں اس میں اتنا سوراخ ہو گیا تھا کہ جتنا انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی کے درمیان
حلقہ سے پیدا ہوتا ہے مگر ابھی تک اس قدر نہیں کہ آدمی نکل سکے، جب اُن کے
خروج کا وقت آئیگا تو یہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور وہ وہاں سے نکلیں گے[1] اُنکی
تعداد اسقدر ہے کہ جب ان کی اول جماعت بحیرۂ طبریہ[2] میں پہونچے گی
تو اس کا کل پانی پی کر خشک کر دے گی۔ بحیرۂ طبریہ طبرستان میں ایک مربع چشمہ ہے
جس کا پاٹ سات سات یا دس دس کوس تک ہے اور نہایت گہرا ہے جب پچھلی
جماعت وہاں پہونچے گی تو کہے گی کہ شاید اس جگہ کبھی پانی ہوگا ظلم، قتل، غارت گری
پردہ دری، عذاب دہی اور قید کرنے میں مشغول ہو جائیں گے اسی کیفیت سے چلتے
ہوئے جب ملک شام[3] میں آئیں گے تو کہیں گے اب ہم نے زمین والوں کو توتنیت
و نابود کر دیا چلو آسمان والوں کا بھی خاتمہ کریں پس آسمان پر تیر پھینکیں گے
خداوند کریم اپنی قدرت سے ان کو خون آلودہ کر کے لوٹا دے گا یہ دیکھ کر وہ
بڑے خوش ہونگے کہ اب تو ہمارے سوا کوئی نہیں رہا۔ اس فتنہ میں حضرت عیسیٰ[4]
علیہ السّلام پر غلہ کی اسقدر تنگی ہوگی کہ گائے کا کلہ سو سو اشرفی تک ہو جائیگا
آخر حضرت عیسیٰ[5] دعا کے لئے کھڑے ہوں گے آپ کے اصحاب پیچھے کھڑے ہو کر آمین

---

[1] قولہ تعالیٰ حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون ۱۲ [2] مسلم صد ۴۰۱ انصاری ۱۲ [3] مسلم صد ۴۰۲ انصاری ۱۲ [4] مسلم شریف صد ۴۰۱ انصاری ۱۲ [5] انصاری ۱۲۔

بربادی قوم یاجوج و ماجوج

کہیں گے پس خداوند کریم ایک قسم کی بیماری کہ جس کو عربی میں نغف کہتے ہیں نازل کرے گا۔ یہ ایک قسم کا دانہ ہے جو بھیڑ یا بکری کی ناک و گردن میں نکلتا ہے اور طاعون کی طرح تھوڑی سی دیر میں ہلاک کر دیتا ہے قوم یاجوج ماجوج اس مہلک مرض سے ایک ہی رات میں تباہ ہو جائیگی۔ حضرت عیسیٰ اس حال سے آگاہ ہو کر چند آدمیوں کو بیرون قلعہ تفتیش حال کے لئے بھیجیں گے اور ان سڑی ہوئی لاشوں کی بدبو سے لوگوں کی زندگی مکدّر ہوگی۔ اس مصیبت کے دفعیہ کی غرض سے حضرت عیسیٰ پھر مع اپنے ساتھیوں کے دست بدعا ہونگے تب خداوند کریم لمبی لمبی گردن اور جسیم والے جانوروں کو جن کو عربی میں عنقا کہتے ہیں بھیجے گا پس وہ جانور بعضوں کو تو کھالیں گے اور بعضوں کو مختلف جزیروں اور دریائے شور میں پھینک دیں گے اور ان کے خون و زرد آب سے زمین کو پاک کرنے کی غرض سے بہت بڑی بابرکت بارش ہوگی جو متواتر چالیس روز تک رہے گی جس سے کوئی پختہ و خام مکان وخیمہ اور چھپر بغیر ٹپکے نہ رہے گا۔ اس بارش کی وجہ سے پیداوار نہایت ہی بابرکت و بافراط ہوگی یہاں تک کہ ایک سیر اناج اور ایک گائے و بکری کا دودھ[1] ایک کنبہ کے لئے کافی ہوگا تمام لوگ آرام و آسائش میں ہوں گے زندہ لوگ مُردوں کی آرزو کریں گے روئے زمین پر سوائے اہل ایمان کے اور کوئی نہ رہے گا۔ کینہ و حسد لوگوں سے اٹھ جائے گا سب کے سب احسان و طاعت و بندگی میں مصروف ہو جائیں گے۔ سانپ[1] اور درندے لوگوں کو ایذا نہ پہنچائیں گے۔ قوم یاجوج و ماجوج[2] کی تلواروں کی

---

[1] مسلم ہمت[3] انصاری ہم [2] ترمذی اور یہ حدیث صحیح ہے ۱۲

حضرت عیسیٰ کی وفات و خلافت جہجاہ

نیام و کمانیں ایک عرصہ تک بطور ایندھن کام آئیں گی حالات مذکورہ بالا سات
سال تک روبہ ترقی رہیں گے اس کے بعد باوجود کثرت خیرات و طاعت کے
خواہشات نفسانی قدرے ظہور پذیر ہونے لگیں گی یہ سب واقعات حضرت
عیسیٰؑ کے عہد میں ہوں گے دنیا میں آپ کا قیام چالیس سال رہے گا آپ کا
نکاح ہوگا اولاد پیدا ہوگی۔ پھر آپ انتقال فرماکر حضرت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہر میں مدفون ہوں گے بعد ازاں قبیلہ قحطان[1] میں
سے ایک شخص مسمّی جہجاہ باشندہ ملک یمن آپ کے خلیفہ ہوں گے جو نہایت ہی
عدل و انصاف کیساتھ امور خلافت کو انجام دیں گے انکے بعد چند[2] اور بادشاہ ہونگے
جن کے عہد میں کفر وجہل کی رسوم عام ہو جائیں گی اور علم بہت کم ہو جائیگا۔ اسی اثناء

مشرق و مغرب میں خسف

میں ایک مکان مشرق میں دوسرا مغرب میں دھنس جائیگا جس میں منکرین
تقدیر[3] ہلاک ہو جائیں گے نیز انہیں دنوں میں ایک بڑا دھواں[4] نمودار ہو کر زمین پر چھا
جائے گا جس سے آدمی تنگ آجائیں گے مسلمان تو صرف ضعف دماغ و
کدورت حواس و زکام میں مبتلا ہونگے مگر منافقین و کفار[5] ایسے بے ہوش ہو جائینگے
کہ بعض ایک دن بعض دو بعض تین دن میں ہوشیار ہوں گے۔ یہ دھواں چالیس
روز تک مسلسل رہے گا۔ پھر مطلع صاف ہو جائیگا۔ بعدہٗ ماہ ذی الحجہ میں
یوم نحر کے بعد رات اسقدر لمبی ہو جائیگی کہ مسافر تنگ دل بچے خواب سے بیدار
مویشی چراگاہ کے لئے بے قرار ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ لوگ ہیبت و بےچینی

---

[1] کتاب الوفا ابن جوزی و مشکوٰۃ ۱۲ [2] مسلم شریف ۱۲ [3] بخاری و مسلم شریف ۱۲
[4] صحیح مسلم ۱۲ [5] ابوداؤد اور ترمذی اور یہ حدیث صحیح ہے۔

کی وجہ سے نالہ وزاری شروع کرکے توبہ توبہ پکاریں گے۔ آخر تین[1] چار رات کی مقدار کے برابر دراز ہونے کے بعد حالت اضطرابی میں آفتاب مانند چاند گرہن کے ایک قلیل روشنی کے ساتھ جانب[2] مغرب سے طلوع ہوگا۔ اسوقت تمام لوگ خدائے قدوس کی وحدانیت کا اقرار کریں گے مگر اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس کے بعد معمولی روشنی و نورانیت کیساتھ مشرق سے طلوع ہوتا رہے گا۔ دوسرے روز لوگ اسی چرچہ و تذکرہ میں ہوں گے کہ کوہ صفا جو کعبہ کے شرقی جانب واقع ہے زلزلہ سے پھٹ جائیگا۔ جس میں سے ایک نادر شکل کا جانور[3] جس کے خروج کی افواہ قبل ازیں دو مرتبہ ملک یمن و نجد میں مشتہر ہو چکی ہوگی برآمد ہوگا۔ بلحاظ شکل یہ حسب ذیل سات جانوروں سے مشابہت رکھتا ہوگا۔ (۱) چہرے میں آدمی سے (۲) پاؤں میں اونٹ سے (۳) گردن میں گھوڑے سے (۴) دُم میں بیل سے (۵) سرین میں ہرن سے (۶) سینگوں میں بارہ سنگے سے (۷) ہاتھوں میں بندر سے۔ اور نہایت فصیح اللسان ہوگا۔ اسکے ایک ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ہوگی۔ تمام شہروں میں ایسی سرعت و تیزی کے ساتھ دورہ کریگا۔ کہ کوئی فرد بشر اس کا پیچھا نہ کر سکے گا۔ اور کوئی بھاگنے والا اس سے چھٹکارا نہ

---

[1] صحیح مسلم ۱۲ [2] چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ یہاں مراد لفظ بعض آیات سے آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا ہے جیسا کہ صحیحین میں آیا ہے ۱۲ [3] وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ ۝ (ترجمہ) جب قیامت کا وعدہ ان لوگوں پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم زمین سے ان کے لئے (بطور نشانی) ایک جانور نکالیں گے۔ وہ ان سے کہیگا کہ خدا کی باتوں کا یقین نہیں کرتے تھے۔ یہ آیت سورہ نمل میں ہے۔ ۱۲

دابۃ الارض کا ظہور

پا سکے گا۔ ہر شخص پر نشان لگا تا جائیگا۔ اگر وہ صاحب ایمان ہے تو حضرت
موسیٰؑ کے عصا سے اسکی پیشانی پر ایک نورانی خط کھینچ دیگا جس کی وجہ سے
اس کا تمام چہرہ منور ہو جائے گا۔ اگر صاحب ایمان نہ ہو تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی
انگشتری سے اسکی ناک یا گردن پر سیاہ مہر لگائے گا جس کے سبب اس کا
تمام چہرہ مکدر و بے رونق ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر ایک دسترخوان پر چند
آدمی جمع ہو جائیں گے تو ہر ایک کے کفر و ایمان میں بخوبی امتیاز ہو سکیگا اس جانور کا
نام دابۃ الارض ہے جو اس کام سے فارغ ہو کر غائب ہو جائیگا۔ آفتاب کے
مغرب سے طلوع اور دابۃ الارض کے غائب ہونے کے بعد جنوب کی طرف سے
ایک نہایت فرحت بخش ہوا چلے گی جس کے سبب سے ہر صاحب ایمان کی بغل میں
ایک درد پیدا ہو گا جس کے باعث افضل فافضل سے فاضل، ناقص سے ناقص
فاسق سے پہلے بالترتیب مرنے شروع ہو جائیں گے۔ قرب قیامت کے وقت[1]
حیوانات، جمادات، چابک اور تسمۂ پا وغیرہ کثرت کے ساتھ گویا ہونگے جو
گھروں کے احوال اور دیگر امور سے خبر دیں گے۔

جنوب کی طرف سے ہوا کا چلنا

جب تمام اہل ایمان اس جہان سے کوچ کر جائیں گے تو اہل حبش کا
غلبہ ہو گا اور تمام ممالک میں ان کی سلطنت پھیل جائے گی۔ خانۂ کعبہ[2] کو ڈھا
دینگے۔ حج موقوف ہو جائیگا۔ قرآن شریف دلوں، زبانوں اور کاغذوں سے
اٹھا لیا جائے گا۔ خدا ترسی حق شناسی، خوف آخرت لوگوں کے دلوں سے معدوم
ہو جائیگا۔ شرم و حیا جاتی رہے گی۔ بر سر راہ گدھوں[3] اور کتوں کی طرح

---

۱ ترمذی ۱۲ ۲ صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲ ۳ صحیح بخاری ۱۲ ۴ صحیح مسلم ۱۲

زنا کریں گے۔ حکام کا ظلم و جہل اور رعایا کی ایک دوسرے پر دست درازی رفتہ
رفتہ بڑھ جائے گی۔ پس دیہات ویران ہو جائیں گے بڑے بڑے قصبے گاؤں
کے مانند اور بڑے بڑے شہر معمولی قصبوں کے مانند ہو جائیں گے۔ قحط وبا اور
غارت گری آفتیں پے در پے نازل ہونے لگیں گی۔ جماع[۱] زیادہ ہوگا، اولاد
کم، رجحانیت الی الحق دلوں سے اٹھ جائیگی۔ جہالت اسقدر بڑھ جائے گی کہ
کوئی[۲] لفظ اللہ تک کہنے والا نہ رہے گا۔ اس اثناء میں ملک شام میں امن و ارزانی
نسبتاً زیادہ ہوگی۔ پس دیگر ممالک سے ہر قسم کے لوگ آفتوں سے تنگ آکر
مع عیال و اطفال کے ملک شام کی طرف چلنے[۳] شروع ہو جائیں گے کچھ عرصہ
کے بعد ایک بہت بڑی **آگ جنوب[۴] کی طرف سے** نمودار ہو کر لوگوں پر
بڑھے گی جس سے لوگ بے تحاشا بھاگیں گے آگ ان کا تعاقب کرے گی
جب لوگ دوپہر کے وقت تھک تھکا کر پڑ جائیں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی جب
دھوپ تیز نکل آوے گی تو آگ پھر ان کا پیچھا کرے گی جب شام ہو جائیگی
تو ٹھہر جاوے گی اور آدمی بھی آرام لیں گے صبح ہوتے ہی آگ پھر تعاقب
کرے گی اور آدمی اس سے بھاگیں گے۔ اس طرح کرتے کرتے ملک شام
تک پہونچا دے گی اسکے بعد آگ لوٹ کر غائب ہو جائے گی بعد ازاں کچھ لوگ
حُبِّ وطنِ اصلی کی وجہ سے اپنے ملکوں کی طرف روانہ ہوں گے مگر بحیثیت
مجموعی بڑی آبادی ملک شام میں رہے گی۔ قرب قیامت کی یہ آخری
علامات ہیں۔ اسکے بعد قیام **قیامت** کی اول علامت یہ ہوگی کہ

آگ کا سمت جنوب سے نمودار ہونا

قیام قیامت کی اول علامت

---

[۱] صحیح مسلم بخاری و مسلم شریف ۱۲ [۲] صحیح مسلم و ترمذی ۱۲ [۳] صحیح بخاری و مسلم ۱۲ [۴] صحیح بخاری ۱۲۔

لوگ تین چار سال تک غفلت میں پڑے رہیں گے اور دنیاوی نعمتیں اموال اور شہوت رانیاں بکثرت ہوجائیں گی کہ جمعہ کے دن جو یوم[1] عاشورہ بھی ہوگا صبح ہوتے ہی لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوجائیں گے کہ ناگاہ ایک باریک لمبی آواز آدمیوں کو سنائی دے گی یہی نفخ صور[2] ہوگا۔ تمام اطراف کے لوگ اس کے سننے میں یکساں ہوں گے اور حیران ہوں گے کہ یہ آواز کیسی ہے کہاں سے آتی ہے۔ پس رفتہ رفتہ یہ آواز مانند کڑک بجلی کے سخت و بلند ہوتی جائے گی۔ آدمیوں میں اسکی وجہ سے بڑی بےچینی و بےقراری پھیل جائیگی۔ جب وہ پوری سختی پر آجائے تو لوگ ہیبت کی وجہ سے مرنے شروع ہوجائیں گے۔ زمین میں زلزلہ[2] آئے گا جس کے ڈر سے لوگ گھروں کو چھوڑ کر میدانوں میں بھاگیں گے۔ اور وحشی[3] جانور خائف ہوکر لوگوں کی طرف میل کریں گے۔ زمین[4] جابجا شق ہوجائے گی سمندر ابل کر قرب[5] و جوار کے مواضعات پر چڑھ جائیں گے آگ بجھ جائے گی نہایت محکم و بلند پہاڑ ٹکڑے[6] ٹکڑے ہوکر تیز ہوا کے چلنے سے ریت کے موافق اڑیں گے۔ گرد و غبار کے اٹھنے اور آندھیوں کے آنے کے سبب جہاں تیرہ و تار ہوجائے گا۔ وہ آواز دمبدم سخت ہوتی جائیگی یہاں تک کہ اس کے نہایت ہولناک ہوتے پر آسمان پھٹ جائیں گے ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔

[1] صحیح مسلم ۱۲ [2] جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۱۲ [3] قرآن مجید میں ہے۔ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ۔ یعنی جس وقت وحشی جانور آدمیوں کے ساتھ اکٹھے کئے جائیں گے شاہ رفیع الدین [4] قولہ تعالیٰ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ ۱۲ [5] قولہ تعالیٰ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ یعنی جب دریا بہ چلیں۔ شاہ عبد القادر [6] قولہ تعالیٰ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ (ترجمہ) پہاڑ اڑا دئے جائیں گے ۱۲

جب آدمی مرجائیں گے تو ملک الموت ابلیس کی قبض روح کے لئے
متوجہ ہوں گے یہ ملعون چاروں طرف دوڑتا پھرے گا۔ ملائکہ گرزہائے آتشین
سے مار مار کر لوٹا دیں گے اور اس کی روح قبض کرلیں گے سکرات موت کی جتنی
تکالیف تمام افراد بنی آدم پر گزری ہیں۔ اس تنہا پر گزریں گی نفخ صور کے مسلسل
چھ ماہ تک پھکنے کے بعد نہ آسمان رہیگا نہ ستارے نہ پہاڑ نہ سمندر اور نہ
کوئی چیز سب کے سب نیست و نابود ہو جائیں گے۔ فرشتے بھی مرجائیں گے
مگر کہتے ہیں کہ آٹھ چیزیں فنا ہونے سے مستثنیٰ ہیں۔ اول عرش، دوم کرسی
سوم لوح، چہارم قلم، پنجم بہشت ششم صور، ہفتم دوزخ، ہشتم ارواح لیکن
ارواح کو بھی بے خودی و بے ہوشی لاحق ہو جائے گی۔ بعضوں کا قول ہے کہ یہ آٹھ
چیزیں بھی تھوڑی دیر کے لئے معدوم ہو جائیں گی۔ حاصل کلام جب سوائے
ذات باری تعالیٰ کوئی اور باقی نہ رہے گا تو خداوند رب العزت فرمائے گا کہاں
ہیں بادشاہان و مدعیان سلطنت [1] کس کے لئے آج کی سلطنت ہے پھر خود ہی
ارشاد فرمائیگا خدائے یکتا اور قہار کے لئے ہے۔ پس ایک وقت تک ذات واحد
ہی رہے گی پھر ایک مدت کے بعد جس کی مقدار سوائے اس کے اور کوئی نہیں
جانتا از سر نو سلسلہ پیدائش کی بنیاد قائم کرے گا آسمان زمین اور فرشتوں کو
پیدا کرے گا۔ زمین کی ہیئت اس وقت ایسی ہوگی کہ اس میں عمارتوں، درختوں
پہاڑوں اور سمندروں وغیرہ کا نشان نہ ہوگا۔ اس کے بعد جس جس مقام سے

---

[1] لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۱۲

لوگوں کو زندہ کرنا مقصود ہوگا تو اسی جگہ پہلے ان کی ریڑھ[1] کی ہڈی کو پیدا کرکے رکھ دیا جائے گا اور ان کے دیگر اجزا جسمانی کو اس کے متصل رکھ دیں گے ریڑھ کی ہڈی اس ہڈی کو کہتے ہیں جس سے تمام جسم کی ہڈیوں کی پیدائش شروع ہوتی ہے۔ ترتیب اجزاء کے بعد ان اجزائے مرکبہ پر گوشت و پوست چڑھا کر جو جو صورت ان کے مناسب حال ہو عطا ہو جائیگی۔ قالب جسمانی کے تیار ہونے کے بعد تمام ارواح کو صور میں داخل کر کے حضرت اسرافیل کو حکم ہوگا کہ اپنی پوری طاقت سے پھونکیں اور خداوند کریم ارشاد فرمائے گا۔ قسم ہے میرے عزوجلال کی کوئی روح اپنے قالب سے خطا نہ کرے۔ پس روحیں اپنے اپنے جسموں میں اسطرح آئیں گی جس طرح گھونسلوں میں پرندے۔ صور اسرافیل میں تعداد ارواح کے موافق سوراخ ہیں جن میں سے روحیں پھونکنے پر مور و ملخ کی طرح نکل کر اپنے اپنے قالبوں میں داخل ہو جائیں گی اور ہمیشہ کے لئے ان کا رابطہ جسموں سے قائم ہو جائے گا اور سب کے سب زندہ ہو جائیں گے اسکے بعد صور پھر پھونکا جائے گا۔ جس کی وجہ سے زمین پھٹ کر تمام لوگ برآمد ہوں گے اور گرتے پڑتے آواز صور کی جانب دوڑیں گے یہ صور بیت المقدس کے اس مقام پر جہاں صخرہ معلق ہے پھونکا جائے گا۔ نفخ ارسال ارواح الی الابدان میں اور اس نفخ ثانی میں چالیس[2] برس کا عرصہ ہوگا۔ قبروں میں سے آدمی اسی شکل میں[3] پیدا ہوں گے جیسے کہ بطن مادر سے یعنی برہنہ[4] تن بے ختنہ بے ریش ہوں گے۔

---

[1] صحیح بخاری ومسلم صفحہ ۴۰۷ انصاری ۱۲ [2] صحیح بخاری ۱۲ [3] قولہ تعالیٰ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ جیسا کہ ہم نے (اس خلقت کو) اول مرتبہ پیدا کیا ہے (اسی طرح) دوبارہ بھی پیدا کریں گے۔
[4] صحیح بخاری ومسلم صفحہ ۳۸۴ انصاری ۱۲

احوالِ میدانِ حشر و گرمیِ آفتاب

گر صرف سروں پر بال اور منہ میں دانت ہونگے تمام خورد و کلاں گونگے، بہرے لنگڑے اور ناتواں سب کے سب سلیم الاعضاء پیدا ہوں گے سب سے پہلے زمین میں[1] سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے آپ کے بعد حضرت عیسیٰ پھر جگہ جگہ سے انبیاء، صدیقین شہدا، صالحین اٹھیں گے بعد ازاں عام مومنین پھر فاسقین پھر کفار، تھوڑی تھوڑی دیر بعد یکے بعد دیگرے بر آمد ہونگے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ[2] آنحضرت صلعم اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان ہوں گے۔ حضور سرور کائنات صلعم کی امت آپ کے پاس اور دیگر امتیں اپنے اپنے پیغمبروں کے پاس مجتمع ہو جائیں گے۔ شدت ہول و خوف[3] کے سبب تمام کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوں گی۔ کوئی شخص کسی کی شرمگاہ[4] پر نظر نہیں ڈال سکے گا۔ اگر ڈالے[5] بھی تو بچوں کی طرح وداعی شہوت سے خالی ہو گا جب تمام لوگ اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہو جائیں گے تو آفتاب اسقدر نزدیک کر دیا جائے گا کہ کہیں گے کوئی ایک میل[6] کے فاصلہ پر ہے۔ آسمان کی طرف چمکنے والی بجلیاں اور خوفناک آوازیں سنائی دیں گی۔ آفتاب کی گرمی کی وجہ سے تمام کے بدنوں سے پسینہ جاری ہو جائے گا۔ پیغمبروں اور نیک بخت مومنوں کے تو صرف تلوے تر ہوں گے۔ عام مومنین کے ٹخنے۔ پنڈلی گھٹنے، زانو، کمر سینہ اور گردن تک حسب اعمال پسینہ چڑھ جائے گا۔ کفار منہ اور کانوں تک پسینہ میں غرق ہو جائیں گے اور اس سے ان کو سخت تکلیف ہو گی

---

[1] صحیح مسلم ۱۲ [2] ترمذی ۱۲ [3] صحیح بخاری و صحیح مسلم صفحہ ۳۸۴ انصاری ۱۲
[4] ترمذی ۱۲ [5] صحیح مسلم صفحہ ۳۸۴ انصاری ۱۲

بھوک پیاس کی وجہ سے لوگ لاچار ہو کر خاک پھانکنے لگیں گے اور
پیاس بجھانے کی غرض سے حوض کوثر کی طرف جائیں گے دیگر انبیاء علیہم
السلام کو بھی حوض عطا کئے جائیں گے مگر وہ لطافت و وسعت میں حوض کوثر
سے بہت کم ہوں گے گرمی آفتاب کے سوا اور بھی نہایت ترسناک و ہولناک
امور پیش آئیں گے۔ ایک ہزار سال کی مقدار تک لوگ انھیں تکالیف و
مصائب میں مبتلا رہیں گے اور سات گروہوں کو جن کا ذکر آگے آئے گا۔
سایہ میں جگہ دی جائے گی تمام روایتوں سے ثابت ہے کہ سایہ والے گروہ
چالیس فرقوں پر مشتمل ہوں گے پس آخر لوگ لاچار ہو کر شفاعت کی غرض سے
حضرت آدمؑ کے پاس جا کر عرض کریں گے کہ یا ابوالبشر تم ہی وہ شخص ہو جن کو
خداوند نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا۔ فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ جنت میں
سکونت عطا فرمائی اور تمام اشیاء کے نام سکھائے پس آج ہماری شفاعت کیجئے
تاکہ خداوند کریم ان مصائب سے نجات دے آپ فرمائیں گے کہ خداوند کریم آج
اس قدر پر سر غضب ہے کہ ایسا کبھی نہ تھا اور نہ آئندہ ہوگا چونکہ مجھ سے ایک لغزش[1]
سرزد ہوئی ہے وہ یہ کہ باوجود ممانعت کے میں نے گیہوں کا دانہ کھا لیا تھا پس
اس کے مواخذہ سے ڈرتا ہوں مجھ میں شفاعت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔
مگر حضرت نوحؑ کے پاس جاؤ کہ وہ اول پیغمبر ہیں جن کو خدا نے لوگوں کی ہدایت
کیلئے بھیجا پس لوگ آپ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے نوحؑ آپ ہی

---

[1] یہ حدیث صحاح ستہ میں آئی ہے [2] قول تعالیٰ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ
الظّٰلِمِيْنَ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا الآیہ

وہ پیغمبر ہیں جو سب سے پہلے آدمیوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے اور آپ کو خدا نے بندہ شکرگزار[1] کا لقب عطا فرمایا۔ ہماری حالت زار کو دیکھ کر ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ فرمائیں گے کہ آج خداوند کریم ایسا برسرِ غضب ہے کہ نہ کبھی تھا نہ ہوگا اور مجھ سے ایک لغزش ہوئی ہے وہ یہ کہ میں نے ادب کا لحاظ نہ کرکے اپنے بیٹے[2] کی غرقابی کے وقت بارگاہِ الٰہی میں اس کی نجات کا سوال کیا تھا پس اس کے مواخذہ سے ڈرتا ہوں میرا منہ نہیں کہ شفاعت کرسکوں مگر ہاں حضرت ابراہیمؑ کے پاس جاؤ کہ خداوند قدوس نے ان کو اپنا خلیل[3] فرمایا ہے پس لوگ آپ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے خدا تعالیٰ نے آپ کو خلیل کے خطاب سے ملقب کیا ہے اور آگ کو آپ کے واسطے بردو سلام[4] کر دیا امام پیغمبران بنایا۔ پس ہماری شفاعت کیجئے تاکہ ان تکالیف سے رہائی ہو۔ آپ فرمائیں گے آج خدائے قدوس اس قدر برسرِ غضب ہے کہ نہ کبھی ایسا ہوا نہ ہوگا۔ مجھ سے تین مرتبہ ایسا کلام

---

[1] قولہ تعالیٰ۔ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۱۲

[2] وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ (ترجمہ) اس مشکل گھڑی میں نوح نے اپنے خدا کو پکارا کہ میرا بیٹا بھی تو میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ (جو میرے اہل کو طوفان سے بچانے کی نسبت ہے) سچا ہے اور اس کا فیصلہ تو بہتر کرسکتا ہے۔ خدا نے جواب دیا کہ وہ تیرے اہل میں سے ہرگز نہیں ہے کہ وہ برے افعال کرچکا ہے۔ تو مجھ سے ایسی بات کا سوال مت کرنا جس کا تجھے علم نہیں ہے۔ یہ میں تجھے اس لئے سمجھاتا ہوں کہ جاہل لوگوں کی طرح سے رشتہ کی محبت میں آکر کہیں تو خدا سے دور نہ جا پڑے (یعنی خدا کو نیکی کے سوا اور قسم کے رشتہ کی پرواہ نہیں ہے۔ ۱۲ مترجم) قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۱۲

(سورہ ہود) (اس آیت کا ترجمہ بھی اوپر ہے)

[3] قولہ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا سورہ نساء ۱۲

[4] قولہ تعالیٰ۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ سورہ انبیاء ۱۲

سرزد ہوا ہے کہ جس میں جھوٹ کا وہم ہو سکتا ہے۔ پس اس کے مواخذے سے ڈرتا ہوں اسی لئے مجھ میں شفاعت کرنے کی قوت نہیں ہے یہ بات معلوم کرنے کے قابل ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سے حسب ذیل تین موقعوں پر ایسا کلام سرزد ہوا ہے جس میں جھوٹ کا وہم ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ ایک مرتبہ آپ کی قوم نے عید کے عمدہ عمدہ کھانے پکا کر اپنے بتوں کے سامنے رکھ دیئے۔ پھر بت خانہ کے دروازہ کو بند کر کے عید منانے کے لئے نہایت کر و فر کے ساتھ میدان میں گئے۔ حضرت ابراہیمؑ سے بھی کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیئے آپ نے ستاروں کی طرف دیکھ کر جواب دیا کہ میری طبیعت ناساز معلوم ہوتی ہے[1] یہ اول کلام ہے جس سے ایہام کذب ہو سکتا ہے۔ دوم یہ کہ جب قوم میدان مذکور میں چلی گئی تو آپ تبر ہاتھ میں لے کر بت خانہ میں قفل کھول کر داخل ہوئے اور بتوں سے کہنے لگے کہ یہ لذیذ نعمتیں کیوں نہیں کھاتے[2] جب انہوں نے کچھ جواب نہ دیا تو پھر فرمانے لگے مجھ سے کیوں نہیں بولتے جب اس پر بھی وہ خاموش رہے تو آپ نے تمام کو توڑ ڈالا[3] مگر بڑے بت کے صرف ناک کان توڑے اور تبر کو اسکے کاندھے پر رکھ دیا اور دروازے کو بدستور مقفل کر کے گھر تشریف لے آئے کفار جب میدان سے واپس آئے تو اس ماجرے کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے اور اس فعل کے مرتکب کے تجسس میں ہوئے[4] ان میں سے بعض کہنے لگے کہ ہم نے ایک جوان مسمّی ابراہیمؑ کو[5] بتوں کی مذمت کرتے ہوئے سنا ہے۔ یہ کام اسی

---

[1] قولہ تعالیٰ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۱۲ [2] قولہ تعالیٰ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ سورہ الصافات ۱۲ [3] قولہ تعالیٰ فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ سورہ انبیاء ۱۲ [4] قولہ تعالیٰ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ [5] بقیہ تحت صفحہ ۳۴

کا معلوم ہوتا ہے پس ابراہیمؑ کو بلا کر پوچھا گیا یہ کامؔ تو ہی نے کیا ہے آپ نے
فرمایا نہیںؔ بلکہ اس بڑے بت نے کیا ہے۔ دیکھو تبر کاندھے پر دھرے کھڑا ہے
اور غصہ میں آکر بیچاروں کو توڑ ڈالا ہے پس تم لوگ انھیں شکستہ اور مجروح
بتوں سے پوچھو تاکہ وہ حقیقت حال کو خود بیان کردیں۔ یہ دوسرا ایہام
کذب ہے سوم یہ کہ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے شہر کو چھوڑ کر حران میں اپنے
چچا کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں چچا زاد بہن سارہ سے شادی کرلی اور
پھر یہاں سے بھی بوجہ مخالفت دینی چچا سے جدا ہو کر اور سارہ کو اپنے ساتھ
لے کر مصر کی طرف ہجرت کی اس وقت مصر میں ایک ظالم بادشاہ تھا
جو ہر خوبصورت عورت کو زبردستی چھین لیتا تھا۔ اگر عورت اپنے شوہر کے
ساتھ ہوتی تھی تو اسکو قتل کرا دیتا تھا۔ اگر سوائے شوہر کے کوئی اور وارث
ساتھ ہوتا تھا تو اس کو کچھ دے دلا کر راضی کرلیتا تھا جب ابراہیمؑ وہاں
پہنچے تو اس ماجرے کو سن کر حیران ہوگئے اتنے میں اس ظالم بادشاہ کے
سپاہیوں نے آکر پوچھا یہ عورت تیری کون ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ
میری بہن ہے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ سارہؓ آپ کی چچا زاد بہن تھیں۔ نیز
بموجب اس حکم کے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (سب مومن آپس میں دینی

ہجرت ابراہیمؑ مصر میں

(بقیہ حاشیہ صـ۳۳) الظّٰلِمِیْنَ۔ سورہ انبیاء ۱۲ ؎ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْکُرُھُمْ یُقَالُ لَہٗ اِبْرٰھِیْمُ (انبیاء)
(حاشیہ ہذا) ؎ قولہ تعالیٰ قَالُوْا فَاْتُوْا بِہٖ عَلٰٓی اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَشْھَدُوْنَ (سورہ انبیاء ۱۲)
؎ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ ھٰذَا بِاٰلِھَتِنَا یٰٓاِبْرٰھِیْمُ (سورہ انبیاء)
؎ قَالَ بَلْ فَعَلَہٗ کَبِیْرُھُمْ ھٰذَا فَسْئَلُوْھُمْ اِنْ کَانُوْا یَنْطِقُوْنَ (سورہ انبیاء)
؎ یہ حدیث اخیر تک صحیح بخاری و مسلم شریف میں موجود ہے۔ ۱۲

بھائی بہن ہوتے ہیں اور سارہ رضی اللہ عنہا کو بھی سمجھا دیا کہ تم سے کوئی پوچھے تو یہ کہنا
کہ یہ میرا بھائی ہے یہ تیسرا ایہام کذب ہے۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ اس ظالم بادشاہ
کے آدمی حضرت سارہ کو لے گئے تو حضرت ابراہیمؑ نماز میں مشغول ہوئے۔ خداوند
کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے ان تمام پردوں اور دیواروں کو درمیان میں حائل
تھیں اٹھا دیا یہاں تک کہ ایک لمحہ بھی حضرت سارہؓ آپ کی نظر سے غائب نہ ہوئیں
سپاہیوں نے حضرت سارہؓ کو اس ظالم کے مکان پر لیجا کر بٹھا دیا۔ جب وہ ظالم آپکے پاس آیا
تو تین مرتبہ نیت بد سے ہاتھ بڑھانا چاہا لیکن ہر مرتبہ اسکے ہاتھ شل ہو کر بے ہوشی کی سی
حالت طاری ہو جاتی تھی۔ اور تائب ہو کر حضرت سارہؓ سے طالب دعا ہوتا تھا کہ میری
رہائی ہو پس آپ کی دعا سے بحال ہو جاتا تھا۔ آخر کار اسنے سپاہیوں کو بلا کر کہا کہ یہ
جادوگرنی ہے اسکو فوراً یہاں سے لیجاؤ اور ہاجرہ کو اسکے ہمراہ کر کے نہایت احتیاط
کے ساتھ حضرت ابراہیم کے پاس پہنچا دو۔ آپ مصر کو ناپسند کر کے ملک شام
کی طرف روانہ ہوئے اور وہیں سکونت اختیار کی یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ
کے ایہام کذب کا قصہ تمام ہوا۔ آمدم برسر مطلب حضرت ابراہیمؑ لوگوں سے
فرمائیں گے کہ حضرت موسیٰؑ کے پاس جاؤ کیونکہ خداوند کریم نے ان کو اپنا کلیم بنایا
ہے پس لوگ آپکی طرف آئیں گے اور کہیں گے اے موسیٰؑ آپ ہی وہ شخص ہیں
جن سے بغیر کسی واسطہ خداوند کریم نے گفتگو کی اور توریت اپنے دست قدرت
سے لکھ کر دی۔ ہماری شفاعت کیجیے۔ آپ جواب دیں گے اللہ تعالیٰ آج اسقدر برسر
غضب ہے کہ نہ کبھی ایسا ہوا تھا نہ ہو گا۔ میرے ہاتھ سے ایک قبطی شخص[1] بغیر اس کی

۱؎ قولہ تعالیٰ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ (بقیہ صفحہ ۳۶)

اجازت مقتول ہو چکا ہے اس کے مواخذہ سے ڈرتا ہوں اس لئے مجھ میں شفاعت
کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ ہاں حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے پاس جاؤ پس وہ
حضرت عیسیٰؑ کے پاس آکر کہیں گے اے عیسیٰؑ خدا نے آپکو روح اور کلمہ کہا جبرئیل
کو آپ کا رفیق بنایا آیات بیّنات عطا کیں آج ہماری شفاعت کیجئے تاکہ خداوند
تعالیٰ ان مصائب سے نجات دے آپ فرمائیں گے خدا تعالیٰ آج کے دن اسقدر پر
غضب ہے کہ نہ کبھی ایسا ہوا تھا نہ ہوگا۔ چونکہ میری امت نے کبھی تو مجھ کو خدا کا
بیٹا قرار دیا اور کبھی عین خدا اور ان اقوال کی تعلیم کو میری طرف منسوب کیا پس
میں ان اقوال کی تحقیقات کے مواخذہ سے ڈرتا ہوں تاب شفاعت نہیں رکھتا
البتہ حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ پس لوگ آنحضرت صلعم
کے پاس آکر کہیں گے اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ محبوب خدا ہیں خدا نے
آپ کو اگلے پچھلے تمام[1] گناہوں کی معافی کی خوش خبری دی ہے پس اگر دیگر لوگوں
کو خدا کی طرف ایک قسم کے عتاب کا خوف ہو تو صحیح مگر آپ تو اس سے محفوظ و مامون
ہیں آپ خاتم النبیین[2] ہیں۔ اگر آپ بھی ہم کو نفی میں جواب دیں تو ہم کس کے پاس
جائیں آپ ہمارے لئے درگاہ الٰہی میں شفاعت کیجئے تاکہ ہم ان مصیبتوں سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵) يَقْتَتِلَانِ الى آن قَالَ فَوَكَزَهُ مُوسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ الآيہ (ترجمہ) موسیٰ شہر میں ایسے وقت پہنچے کہ وہاں کے باشندے بے خبر تھے وہاں شہر میں اسنے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا (ایک اپنا ایک غیر) تو اسنے غیر کو گھونسہ مار کر ہلاک کر دیا۔

[1] قولہ تعالیٰ۔ يَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔ سورہ فتح ۱۲۔

[2] قولہ تعالیٰ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (سورہ احزاب) (ترجمہ) محمدؐ کو کسی شخص کا باپ نہ سمجھو (وہ تو خدا کی طرف سے (تمام خلقت کیلئے) خاص پیغام الٰہی پہنچانے والا (سب کا روحانی باپ) ہے اور پیغمبروں کا سلسلہ آمدورفت اسپر ختم کر دیا گیا اور خدا کو ہر چیز کا علم ہے کہ اس کے نبی باپ ہونے سے روحانی باپ ہونا زیادہ زیبا ہے۔

رہائی ہو آپ ارشاد فرمائیں گے کہ وہاں مجھ ہی کو خدا نے اس لائق بنایا ہے کہ تمہاری
شفاعت کرنی آج میرا حق ہے پس آپ درگاہ ایزدی کی جانب متوجہ ہوں گے
حق تعالیٰ اس روز جبرئیلؑ کو براق دے کر تمام لوگوں کے سامنے بھیجے گا۔ آنحضرت صلعم
اس پر سوار ہو کر آسمان کی طرف روانہ ہونگے۔ آدمیوں کو آسمان پر ایک نہایت
نورانی وکشادہ مکان دکھائی دیگا جسمیں حضور داخل ہو جائیں گے اس مکان کا نام
مقام محمودؐ[1] ہے۔ پس جب تمام لوگ اس مکان میں آپکو داخل ہوتے ہوئے دیکھیں گے
تو آپ کی تعریف و توصیف کرنے لگیں گے۔ حضور کو یہاں سے عرش معلی پر تجلی
الٰہی نظر آئے گی جس کو دیکھتے ہی آپ سات روز تک مسلسل سربسجود رہیں گے۔ تب
ارشاد الٰہی ہوگا کہ اے محمد سر اٹھاؤ جو کہو گے سنونگا جو مانگو گے دوں گا اگر شفاعت
کرو گے — قبول کروں گا۔ پس حضور اپنے سر مبارک کو اٹھا کر خدائے قدوس کی
اس قدر حمد و ثنا بیان کریں گے کہ اولین و آخرین میں سے کسی نے نہ کی ہوگی۔ آپ فرمائینگے کہ
اے خدا تو نے بذریعہ جبرئیل وعدہ کیا تھا کہ قیامت کے دن تو جو چاہے گا سو دونگا
پس میں اس عہد کا ایفا چاہتا ہوں۔ حق تعالیٰ جواباً ارشاد فرمائے گا۔ جبرئیل نے جو
کچھ پیغام پہونچایا تھا وہ بالکل بجا اور درست تھا آج بیشک میں تجھ کو خوش کرونگا
اور تیری شفاعت قبول کروں گا۔ زمین کی طرف جاؤ میں بھی زمین پر جلوہ افروز ہونے
والا ہوں۔ بندوں کا حساب لیکر ہر ایک کو حسب اعمال جزا دونگا پس حضور سرور کائنات
زمین پر واپس تشریف لے آئیں گے لوگ آپ سے دریافت کریں گے کہ خدا نے ہمارے
حق میں کیا ارشاد فرمایا ہے۔ آپ جواب دیں گے خدائے قدوس زمین

آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود میں

[1] قولہ تعالیٰ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ١٢

پر جلوہ افروز[1] ہونے والا ہے۔ ہر ایک کو حسب اعمال جزا دیگا۔ اسی اثنا میں ایک
بہت بڑا نور نہایت ہولناک آواز کے ساتھ آسمان سے زمین پر اترے گا
قریب آنے پر فرشتوں کی تسبیح وتہلیل کی آوازیں سنائی دیں گی لوگ ان سے پوچھیں گے
کہ ہمارا پروردگار اسی نور میں ہے۔ فرشتے جواب میں کہیں گے خداوند کریم کی شان اس سے
کہیں برتر ہے۔ ہم تو آسمان دنیا کے فرشتے ہیں اور اتر کر زمین کے دورترین کناروں پر صف
بستہ ہو جائیں گے بعد ازاں اس سے کہیں زیادہ نور مع ہولناک آواز کے آسمان
سے نازل ہوگا نزدیک پہنچنے پر لوگ پھر پوچھیں گے کیا تجلیات الٰہی اسی نور میں ہیں
فرشتے جواب دیں گے کہ خدائے قدوس اس سے کہیں برتر ہے ہم دوسرے آسمان
کے فرشتے ہیں پس یہ فرشتے بھی پہلے فرشتوں کے قریب صف بستہ ہو جائیں گے۔
اسی طرح ہر ایک آسمان کے فرشتے پہلے سے زیادہ عظمت وجلال کے ساتھ یکے
بعد دیگرے اتر کر سابق فرشتوں کے قریب سلسلہ وار صف بستہ ہو جائیں گے اسکے
بعد عرش معلیٰ کے فرشتے نازل ہو کر سب کے آگے صف بستہ ہو جائیں گے پھر حضرت
اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا جس کی آواز سنتے ہی تمام لوگ بیہوش ہو
جائینگے[2] مگر حضرت موسیٰ جو تجلی الٰہی کوہ طور پر دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے برداشت کر
سکیں گے[3] پس حق تعالیٰ عرش پر جلوہ فرما کر نزول فرمائیگا۔ اس عرش کو آٹھ فرشتے

---

[1] قولہ تعالیٰ وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ وَجِيٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۚ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ (ترجمہ) اور اے پیغمبر تمہارا پروردگار رونق افروز ہوگا اور فرشتے صف بستہ ہونگے اور اس دن جہنم سامنے روبرو لا حاضر کی جائیگی اس دن انسان کو سمجھ آوے گی اور اب سمجھ آنے کا موقع کہاں رہا [2] قولہ تعالیٰ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ (سورہ زمر) (ترجمہ) اور صور پھونکا جائے گا پس تمام آسمان اور زمین کے رہنے والے بے ہوش ہو جائینگے مگر وہ جس کو اللہ چاہے گا کہ بے ہوش نہ ہو) ۱۲ [3] صحیح بخاری وصحیح مسلم ۱۲۔

اٹھائے ہوئے ہوں گے اسکے اگلے حصے کو اس مقام پر جہاں آجکل بیت المقدس میں صخرہ[1] معلق ہے رکھ دیں گے اس عرش کے زیر سایہ بموجب[2] حدیث ذیل سات گروہوں کو جگہ دی جائے گی۔ (۱) بادشاہ عادل (۲) نوجوان عابد (۳) وہ شخص جو محض ذکر الٰہی اور نماز کی غرض سے ہمیشہ مسجد سے دلی لگاؤ رکھے (۴) وہ شخص[3] جو خلوت و تنہائی میں شوق و خوف الٰہی کی وجہ سے تضرع و زاری کرے (۵) وہ دو شخص جو خالصاً بوجہ اللہ ایک دوسرے سے محبت کریں اور ظاہر و باطن میں یکساں ہوں (۶) وہ شخص جو خیرات اسطرح کرے کہ سوائے خدا کے اور اسکے کوئی نہ جانے (۷) وہ شخص جس کو زن حسینہ و جمیلہ و صاحب ثروت بغرض فعل بد طلب کرے اور وہ محض خوف الٰہی کی وجہ سے باز رہے۔ بعض روایتوں[3] میں ان کے علاوہ کچھ اور گروہوں کا بھی ذکر آیا ہے۔ یہ واضح رہے کہ عرش کا سایہ ان گروہوں پر نہایت سخت گرمی و تیزی آفتاب کی حالت میں ہوگا۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا۔ کیفیت نزول عرش بوجہ بے ہوشی کے کسی کو معلوم نہ ہوگی۔ اسکے بعد پھر اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا جسکے سبب تمام لوگ ہوش میں آجائیں گے اور عالم غیب و شہود کے درمیان جو پردے آج تک حائل تھے اٹھ جائیں گے اور فرشتوں، جن، اعمال، اقوال، بہشت و دوزخ، عرش، تجلیات الٰہی وغیرہ سب کو لوگ دیکھ لیں گے سب سے پہلے[4] پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوش میں آئیں گے۔ بعد اسکے مرضی الٰہی کے موافق بالترتیب تمام لوگ ہوشیار ہو جائیںگے اس وقت چاند سورج کی روشنی بے کار ہو جائے گی آسمان

علاوہ ازیں [illegible]

---

[1] قولہ تعالیٰ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ۱۲ [2] صحیح بخاری و مسلم ۱۲

[3] صحیح مسلم ۱۲ [4] ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ۱۲ [5] صحیح "

وزمین[1] خدا کے نور سے روشن ہوں گے اول جو حکم خداوند کی طرف سے بندوں پر صادر ہوگا وہ یہ ہے کہ بندے خاموش کر دیئے جائیں گے۔ اسکے بعد یہ ارشاد ہوگا کہ اے بندو! بعہد آدم ؑ سے لیکر اختتام دنیا تک جو بھلی بری باتیں تم کرتے تھے میں سنتا تھا اور فرشتے اسکو لکھتے تھے۔ پس آج تم پر[2] کسی قسم کا جور و ظلم نہ ہوگا بلکہ تمہارے اعمال تم کو دکھا کر جزا اور سزا دیجائیگی۔ جو شخص اپنے اعمال کو نیک پائے اسکو چاہیئے کہ خدا کا شکر کرے جو اپنے اعمال کو بری صورت میں پائے وہ اپنے تئیں ملامت کرے اسکے بعد جنت و دوزخ[3] کے حاضر کرنے کا حکم گا تاکہ لوگ انکی حقیقت کا معائنہ کرلیں۔ پس جنت کو تجلیات الٰہی سے نہایت آراستہ و پیراستہ کرکے حاضر کردیا جائے گا۔ اور دوزخ بھی اسی حالت میں کہ اسمیں آگ کے شعلے و چنگاریاں بڑے بڑے محلوں کی مقدار میں اونٹوں کی قطار کے مانند پے در پے[5] اٹھتی ہوں گی اور نہایت مہیب آوازوں کے ساتھ خدا کی تسبیح جن و انس اور بتوں کو اپنے لئے بطور غذا طلب کرتی ہوئی جن کو لوگ سن کر لرز جائیں گے اور ڈر کے مارے زانو کے بل گر پڑیں گے حاضر کر دی جائیگی۔ اس دن اگر کوئی شخص ستر پیغمبروں کے اعمال کے موافق بھی عمل رکھتا ہو تو بھی یہ کہے گا کہ آج کے لئے میں نے کچھ بھی تو نہیں کیا دوزخ کی گرمی اور بدبو اسقدر ہوگی کہ ستر سال کی مسافت تک پہونچتی ہوگی اسوقت

جنت و دوزخ کے حاضر کئے جانے کا موقع

---

[1] وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا (ترجمہ) زمین خدا کے نور سے روشن ہو جائیگی ۱۲

[2] وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (ترجمہ) انکے درمیان انصاف کیساتھ فیصلہ کردیا جائیگا

[3] قولہ تعالیٰ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۱۲ [4] وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۱۲

[5] قولہ تعالیٰ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۱۲

حکم ہوگا کہ دوزخیوں میں سے ایک ایسے شخص کو جسکے برابر تکالیف و مصائب دنیوی کسی نے نہ برداشت کی ہوں حاضر کرو۔ جب وہ دونوں پیش کر دیئے جائیں گے تو پھر ملائکہ کو حکم ہوگا کہ بہشتی کو بہشت کے دروازے پر اور دوزخی کو دوزخ کے دروازہ پر تھوڑی تھوڑی دیر کیلئے کھڑا کر کے واپس لے آؤ۔ جب وہ دونوں میدان محشر میں واپس آئیں گے تو بہشتی سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے اپنی تمام عمر میں کبھی سختی بھی دیکھی ہے کہے گا نہیں کیونکہ میرے رگ و ریشہ میں اس قدر راحت و فرحت سما گئی ہے کہ کوئی سختی میرے خیال تک میں نہیں رہی پھر دوزخی سے سوال ہوگا کہ تو نے اپنی تمام عمر میں کبھی آرام بھی پایا تھا کہیگا کہ میرے روئیں روئیں میں اس قدر تکالیف۔ رنج والم و بے آرامی سرایت کر گئی ہے کہ راحت کا خیال و وہم بھی تو نہیں رہا اسکے بعد **اعمال ذی صورت** بنا کر حاضر کر دیئے جائیں گے نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد، عتاق، تلاوت قرآن، ذکر الٰہی وغیرہ وغیرہ حاضر کریں گے خداوندا ہم حاضر ہیں، سب کو حکم ہوگا کہ تم سب نیک اعمال ہو اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو موقع پر تم سے دریافت ہوگا۔ ان کے بعد اسلام حاضر ہو کر کہے گا۔ خداوندا تو سلام ہے میں اسلام ہوں حکم ہوگا قریب آ۔ کیونکہ آج تیری ہی وجہ سے لوگوں سے مواخذہ ہوگا اور تیرے ہی سبب سے لوگوں سے درگزر کی جائے گی لفظ اسلام سے مضمون کلمہ توحید مراد ہے واللہ اعلم بعد ازاں ملائکہ کو حکم ہوگا کہ ہر ایک کے **اعمال نامہ** کو اس کے پاس بھیج دو۔ پس ہر ایک کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔ مومنین کے سامنے کے رخ سے دائیں ہاتھ میں۔ کفار کو پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں جب ہر ایک اپنے اپنے اعمال نامہ

قیامت کے دن اعمال

اعمال نامہ کا ذکر

دیکھے گا تو بموجب حکم خدا کے ایک ہی نظر میں اپنے نیک و بد اعمال کو ملاحظہ کریگا لیکن ہر ایک کی حالت اصلی اور مرتبہ کے اظہار کے لئے خدا کی حکمت اس بات کی مقتضی ہوگی کہ ہر ایک سے اعمال کے متعلق سوال کیا جائے۔ اول کافروں سے توحید و شرک کے متعلق سوال ہوگا وہ جواب دیتے ہوئے شرک سے صاف انکار کردیں گے کہ ہم نے ہرگز شرک[1] نہیں کیا۔ اُن کے قائل کرنے کیلئے زمین کے اس قطعہ کو جس پر وہ شرک کرتے تھے اور اس رات دن اور مہینے کو جس میں وہ کفر کرتے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کو جن پر ان کی اولاد کے روزآنہ افعال ظاہر کئے جاتے تھے اور ملائکہ کو جو ان کے اقوال و افعال کو قلم بند کرتے تھے بطور گواہ بلایا جائے گا مگر جب کمال انکار کی وجہ سے تمام مذکورہ بالا شہادتیں ان کے لئے مسکت ثابت نہ ہونگی تو انکی زبانوں پر مہریں[2] لگا دیجائینگی تب اُنکا ہر عضو اعمال سیئہ پر گویا ہو جائیگا۔ شہادت ختم ہونے پر اولاً وہ اپنے اعضاء پر لعن[3] و طعن کریں گے کہ ہم نے جو کچھ کیا تھا تمہارے ہی لئے کیا تھا۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم خدا کے حکم سے تمہاری تابعداری میں تھے۔ اب اسی کے حکم سے گویا[4] ہوئے بیشک تم ظالم تھے کیونکہ تم نے مالک حقیقی کی خلاف ورزی کر کے ہم کو بھی اپنے ساتھ مصیبت میں مبتلا کردیا خدا نے جو ہم کو تمہارا مطیع بنایا تھا اس کا کچھ تم نے

شہادتِ اعضاء

---

[1] قولہ تعالیٰ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ - خدا کی قسم ہم مشرک تو نہیں تھے ۔۱۲

[2] قولہ تعالیٰ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (سورہ یٰسین) ۱۲

[3] قولہ تعالیٰ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا سورہ حم سجدہ ۱۲ [4] قولہ تعالیٰ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ سورہ حم ۱۲

شکریہ ادا نہیں کیا نہ ہماری تابعداری کی اصلی غرض سمجھنے کی کوشش کی۔ ہم تو سوائے سچ کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پس وہ لاچار ہو کر اپنے شرک و کفر کا اقرار[1] کر لیں گے اور ملزم قرار پا جائیں گے۔ ثانیاً وہ طرح طرح کے عذر پیش کریں گے اول یہ کہیں گے کہ ہم احکام الٰہی کے جاننے سے بالکل بےخبر تھے۔ خدائے تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو گا کہ میں نے پیغمبروں کو معجزات دے کر بھیجا۔ انھوں نے میرے احکام کو نہایت امانت داری کے ساتھ پہنچایا تم نے کیوں غفلت کی اور احکام کو کیوں تسلیم نہیں کیا۔ جواب میں کہیں گے نہ تو ہمارے پاس کوئی پیغمبر آیا نہ کوئی حکم پہنچا۔ پس اول حضرت نوح[2] علیہ السلام کو ان کی قوم کے سامنے پیش کیا جائے گا آپ ارشاد فرمائیں گے کہ اے جھوٹو! اے حق سے منہ موڑنے والو! کیا تم کو یاد نہیں کہ میں نے تم کو ساڑھے نو سو[2] برس کی مدت دراز تک طرح طرح کے وعظ سنا کر عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ احکام الٰہی پہنچائے کتنی محنت و کوشش کو علانیہ و پوشیدہ[3] طور پر خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کے اثبات میں کس قدر کوشش و جانفشانی کی کھلی دلیلوں اور معجزوں سے ان کو ثابت کیا۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ فلاں مجلس میں میں نے تم سے اسطرح کہا تھا اور تم نے ایسا جواب دیا تھا۔ اسی طرح اپنی تبلیغ اور انکے انکار کے دیگر قصص یاد دلائیں گے مگر وہ صاف مکر جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم تو تمھیں جانتے بھی نہیں اور نہ کبھی تم سے کوئی خدائی حکم سنا اس پر

---

[1] قولہ تعالیٰ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ سورہ ملک ۱۲ [2] صحیح بخاری و صحیح مسلم قولہ تعالیٰ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا پس وہ اپنی قوم میں پچاس برس کم ایک ہزار سال تک رہے [3] قولہ تعالیٰ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا سورہ نوح ۱۲ ۔ [4] قولہ تعالیٰ لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۱۲

خداوند کریم ارشاد فرمائے گا کہ اے نوحؑ اپنی تبلیغ رسالت کے گواہ پیش کر
آپ عرض کریں گے۔ میرے گواہ امتیانؐ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس اس
امت کے علماء صدیقین اور شہداء حاضر کر دیئے جائیں گے وہ عرض کریں گے ہاں
ہم ان کے گواہ ہیں بیشک تو نے انکو رسول بنا کر تبلیغ احکام کیلئے ان قوم کے پاس
بھیجا تھا ہماری دلیل یہ ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَلَبِثَ فِیْھِمْ اَلْفَ
سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا فَاَخَذَھُمُ الطُّوْفَانُ الخ امت نوح کے کافر کہیں گے
کہ نہ تو تم ہمارے زمانے میں تھے نہ تم نے ہماری حالت دیکھی نہ ہماری گفتگو سنی
پھر تمہاری شہادت ہمارے مقدمہ میں کیونکر قابل سماعت ہو سکتی ہے۔ اسپر
حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے کہ جو کچھ میری امت نے کہا
وہ بالکل بجا و درست ہے کیوں کہ انکو اس حقیقت حال کا ثبوت دنیا میں بذریعہ
خبر الٰہی جو معائنہ و مشاہدے سے کہیں قوی ہے پہنچا ہے تب جا کر یہ کافر ساکت
ہو کر ملزم قرار پائیں گے۔ ان کے بعد اسی طرح حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت
ابراہیمؑ حضرت شعیبؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ وغیرہ علیہم السلام کی امتیں
بالترتیب مقابلہ و مباحثہ کر کے بالآخر قائل ہو جائینگی اور ملزم قرار پائیں گی۔ اسکے بعد عذر و معذرت
کرتے ہوئے کہیں گے اے خداوند فی الواقع ہم نے نہیں سمجھا خطاوار گنہگار ہیں۔
لیکن ان تمام خرابیوں کے باعث اور لوگ تھے پس ہمارے عذاب کو ان کی گردنوں
پر رکھ اور ہم کو دنیا میں واپس بھیجدے تاکہ وہاں تیرے احکام کو قبول کر کے نیک
عمل کریں، بارگاہ ایزدی سے جواباً ارشاد ہو گا کہ تمہارا عذر قابل سماعت

(حاشیہ نمبر ا صفحہ (۴۳) پر دیکھیے) ؎ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا ۱۲-

نہیں جو سمجھانے کا حق تھا وہ ادا ہو چکا[1] تم کو ہم نے مدت دراز تک فرصت دی تھی اب دنیا میں واپس جانا ناممکن ہے پس ان کے جو کچھ نیک اعمال ہونگے وہ نیست[2] و نابود کر دیئے جائیں گے اور اعمال بد کو برقرار رکھا جائیگا کیونکہ انہوں نے اپنے زعم میں جو کچھ نیک اعمال بتوں کیلئے کئے تھے وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ماسوا ان کے جو کچھ انہوں نے خدا کے لئے کئے تھے انکا بسبب جہالت معرفت و مخالفت احکام الٰہی دنیا میں صلہ دے دیا گیا[3] اس لئے آخرت میں جزا کے مستحق نہ رہے پس حضرت آدمؑ کو حکم ہو گا کہ اپنی اولاد میں سے دوزخیوں کا گروہ علیحدہ کر دو۔ آپ عرض کریں گے کس حساب سے۔ ارشاد باری ہو گا کہ فی ہزار ایک آدمی جنت کے لئے اور نو سو ننانوے دوزخ کے واسطے اس وقت لوگوں میں اسقدر ہل چل ہو گی کہ بیان سے باہر ہے پھر حکم ہو گا کہ جس جس شخص نے عمل کیا ہے وہ اپنے اپنے معبود سے خود جا کر طالب جزاء ہو۔ پس جس وقت وہ اپنے اپنے معبودوں کی جستجو میں ہوں گے۔ تو بت پرستی و سرکشی کے[4] باعث بنے تھے اور خواب بیداری میں نئے نئے کرشمے دکھاتے تھے سب سامنے آجائینگے

شخص کو اپنے معبود سے طلب جزا کا حکم

---

[1] قولہ تعالیٰ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ۔ سورہ فاطر کیا دنیا میں ہم نے تمکو اسقدر عمر نہیں دی تھی کہ سچائی کا مطلب سچائی کو بخوبی معلوم کر سکتا اور حالانکہ سمجھانے والا (پیغمبر) بھی تمہارے پاس آگیا تھا۔ (دیں الب یہ لیت وسل کیسی) ۱۲

[2] وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۱۲ [3] صحیح بخاری و مسلم ۱۲

[4] قولہ تعالیٰ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ (سورہ احقاف) ۱۲۔

اور جو جماعتیں کہ حضرت عیسیٰؑ و ملائکہ و دیگر انبیاء و اولیاء کو پوجتی تھیں چونکہ یہ صالحین انکے بداعمال سے بیزار تھے اور درحقیقت ان کی گمراہی کے باعث بھی شیاطین ہی تھے لہذا وہی شیاطین ان کے سامنے آجائیں گے۔ پس جو فرشتے انتظام پر مامور ہوں گے وہ ان سے دریافت کرینگے کیا تمہارے معبود یہی ہیں وہ اپنے پورے یقین کیساتھ بوجہ اس مناسبت معنوی کے جو ان کو بتوں کے ساتھی کہیں گے درحقیقت ہمارے معبود یہی ہیں ملائکہ ان سے کہیں گے کہ انھیں کے ساتھ چلے جاؤ تاکہ تم کو تمہارے اعمال کی جزا و سزا تک پہنچا دیں۔ پس یہ بسبب شدت پیاس اپنے معبودوں سے پانی طلب کریں گے اس پر ان کیلئے سراب یعنی چمکتا ہوا ریتا نمودار ہو جائے گا وہ اس کو پانی سمجھ کر دوڑیں گے پہنچنے پر انکو معلوم ہوگا کہ وہ آگ ہے جو بڑی لپٹوں سے ان کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اس وقت دوزخ میں سے لمبی لمبی گردنیں نکلیں گی جو دانوں کی طرح اُن کو چن چن کر دوزخ میں ڈال دینگی۔ جب کفار آگ میں مجتمع ہو جائیں گے تو شیطان[1] آگ کے منبر پر چڑھ کر سب کو اپنی طرف بلائے گا۔ وہ اس گمان سے کہ یہ ہمارا سردار ہے کسی نہ کسی مکر و حیلہ سے ہم کو نجات دلائے گا اس کے پاس آجائیں گے پس[2] شیطان کہے گا کہ خدا کے تمام احکام بجا و درست تھے میں تمہارا اور تمہارے باپ کا دشمن تھا

---

[1] تفسیر معالم التنزیل میں مقاتل سے روایت ہے کہ دوزخ میں ابلیس کیلئے ایک منبر رکھا جائے گا جس پر وہ کھڑا ہوگا۔ ۱۲

[2] قولہ تعالیٰ وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ ۖ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۔ الآیہ سورہ ابراہیم ۱۲

مگر یہ یاد رہے کہ تم میں سے کسی کو زبردستی سے اپنی طرف نہیں کھینچا البتہ برے کاموں کی ترغیب دی تم نے بسبب کم عقلی و خام طبعی میرے وسوسوں کو سچا جان کر اختیار کیا پس اس وقت اپنے آپ پر ہی ملامت کرو نہ کہ مجھ پر علاوہ ازیں مجھ سے کسی قسم کی نجات و خلاصی دلانے کی امید نہ رکھنا اس یاس و ناامیدی کے جواب کو سن کر آپس میں لعن و طعن کرنے لگیں گے تابع و متبوع سب[۱] چاہینگے کہ اپنے وبال کو دوسرے پر ڈال کر خود سبکدوش ہو جائیں۔ مگر یہ خیال محال و بے سود ہوگا اور قہر کے فرشتے انکو کشاں کشاں اس مقام تک پہنچا دینگے جو ان کے اعمال و عقائد سے مناسبت رکھتا ہوگا۔ دوزخ کی آگ یہاں کی آگ سے ستر[۱] حصے زیادہ گرم ہے اسکا رنگ شروع میں[۲] سفید تھا پھر ہزار برس بعد سرخ ہو گیا۔ اب سیاہ ہے اس کے سات[۳] طبقے ہیں جن میں ایک ایک بڑا پھاٹک ہے۔ اول طبقہ گناہ گار مسلمانوں اور ان کفار کے لئے جو باوجود شرک پیغمبروں کی حمایت کرتے تھے مخصوص ہے دیگر طبقات مشرکین آتش پرست، دہریے، یہودی نصاریٰ اور منافقین کے لئے مقرر ہیں ان طبقوں کے نام یہ ہیں[۴] (۱) جحیم (۲) جہنم (۳) سعیر (۴) سقر (۵) لظی (۶) ہاویہ (۷) حطمہ ان طبقات میں سے ہر ایک میں نہایت وسعت ہے قسم قسم کے عذاب اور رنگ برنگ کے مکانات ہیں مثلاً ایک مکان ہے جس کا نام غی[۵] ہے جسکی سختی سے باقی دوزخ بھی ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے ایک اور

---

[۱] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲ [۲] جامع ترمذی و مشکوۃ مگر ان میں سرخی کو سفیدی پر مقدم رکھا ہے ۱۲

[۳] قولہ تعالیٰ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ سات دروازوں سے آٹھ طبقے مراد ہیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آٹھ دروازے اوپر تلے ہیں ۱۲

[۴] ان طبقوں کے نام قرآن مجید میں جا بجا مذکور ہیں ۱۲ [۵] فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۱۲

مکان ہے جس میں بے انتہا سردی ہے جس کو زمہریر کہتے ہیں اور ایک مکان ہے
جس کو جُبُّ الحزن یعنی غم کا کنواں کہتے ہیں اور ایک کنواں ہے جس کو
طینۃ الخبال یعنی راد پیپ کی کیچڑ کہتے ہیں۔ ایک پہاڑ ہے جس کو صعود[۱] کہتے
ہیں اس کی بلندی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے جس پر کفاروں کو چڑھا
کر نار دوزخ کی تہہ میں پھینکا جائے گا ایک تالاب ہے جس کا نام آب حمیم
ہے پانی اس کا اتنا گرم ہے کہ لبوں تک پہونچنے سے اوپر کا ہونٹ اسقدر سوجھ
جاتا ہے کہ ناک اور آنکھیں تک ڈھک جاتی ہیں۔ اور نیچے کا لب سوجھ کر سینے
و ناک تک پہنچتا ہے زبان جل جاتی ہے اور منہ تنگ ہو جاتا ہے۔ حلق سے نیچے
اترتے ہی پھیپھڑے، معدے اور انتڑیوں[۲] کو پھاڑ دیتا ہے۔ ایک اور تالاب
ہے جس کو غساق[۳] کہتے ہیں اس میں کفار کا پسینہ پیپ اور لہو بہ کر جمع ہوتا ہے
ایک چشمہ ہے جس کا نام غسلین[۴] ہے اسمیں کفاروں کا میل کچیل جمع ہوتا ہے
اس قسم کے اور بھی بہت سے خوف ناک مکانات ہیں اہل دوزخ کے بہت
چوڑے چکلے جسم بنا دیئے جائیں گے تاکہ سختی عذاب زیادہ ہو اور
ان کے ہر ایک رگ و ریشہ کو ظاہراً و باطناً طرح طرح کے عذاب
پہونچائیں گے۔ مثلاً جلانا، کچلنا، سانپ بچھوؤں کا کاٹنا، کانٹوں کا چبھونا
کھال کا چیرنا، مکھیوں کو زخم پر بٹھانا۔ وغیرہ وغیرہ بسبب شدت گرمی آگ کے

اہل جنت کی اقسام اور ان کی غذائیں۔

[۱] قولہ تعالیٰ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ۱۲ [۲] قولہ تعالیٰ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ
[۳] قولہ تعالیٰ اِلَّا حَمِيمًا وَّغَسَّاقًا جَزَاءً وِّفَاقًا ۱۲ [۴] قولہ تعالیٰ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ
لَا يَأْكُلُهُ اِلَّا الْخَاطِئُونَ ۱۲

پہنچتے ہی ان کے جسم جل کر نئے جسم[1] پیدا ہو جایا کرینگے یہاں تک کہ ایک گھڑی میں سات سو جسم بدلتے رہیں گے۔ مگر یہ واضح رہے کہ جسم کے اصلی اجزاء برقرار رہینگے صرف گوشت و پوست جل کر دوبارہ پیدا ہوتا رہے گا اور غم حسرت[2]، نا امیدی خلل شکم وغیرہ تکلیفات بقدر جسامت برداشت کریں گے بعض کافروں کی کھال بیالیس گز موٹی ہوگی۔ دانت[3] پہاڑ[4] کی مانند بیٹھنے میں تین تین[5] منزل کی مسافت کے برابر جگہ گھیریں گے۔ مدت دراز کے بعد سوائے دیگر عذاب کے بھوک کا عذاب[6] اسقدر سخت کردیا جائیگا کہ جو تمام عذابوں کے مجموعہ کے برابر ہوگا۔ آخر کار نہایت بے چین و بے قرار ہو کر غذا طلب کریں گے حکم ہوگا کہ درخت زقوم[7] کے پھل جو نہایت تلخ خار دار اور سخت ہیں اور جو جہنم کی تہہ میں پیدا ہوتا ہے ان کو کھانے کو دے دو۔ جب اسکو کھانا شروع کریں گے تو گلے میں پھنس جائیگا۔ پس کہیں گے کہ دنیا میں جب ہمارے گلوں میں لقمہ اٹک جاتا تھا تو پانی سے نگل لیا کرتے تھے لہذا طالب آب ہونگے حکم ہوگا کہ جہنم میں سے پانی پلا دو۔ پانی کے منہ تک پہنچتے ہی ہونٹ جل کر اتنے سوجھ جائیں گے کہ پیشانی و سینہ تک پہنچ جائینگے زبان سکڑ جاوے گی۔ حلق ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا۔ انتڑیاں پھٹ کر پیخانہ کے راستہ نکل پڑیں گی۔ اس حالت سے بیقرار[8] ہو کر سردار جہنم کے سامنے آہ و زاری کرینگے

---

[1] قولہ تعالیٰ کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب ۱۲
[2] یہ مضمون متفرق آیتوں اور حدیثوں میں آیا ۱۲ [3] ترمذی ۱۲ [4] ترمذی میں آیا ہے کہ انکے بیٹھنے کی جگہ میں اتنی مسافت ہوگی جتنی مکہ و مدینہ میں ہے اور مسلم میں ہے کہ ان کے دونوں شانوں کے درمیان تین روز کی راہ کا فاصلہ ہوگا ۱۲ [5] یہ حدیث آخر تک ترمذی میں ہے ۱۲ [6] قولہ تعالیٰ ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم ۱۲
[7] قولہ تعالیٰ وطعاما ذا غصۃ و عذابا الیما ۱۲ [8] قولہ تعالیٰ ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک ۱۲

کہ ہم کو مار دے تاکہ ان مصائب سے نجات پالیں ہزار سال کے بعد وہ جواب دیگا کہ تم تو ہمیشہ اسی میں رہو گے پھر ہزار سال کے بعد خداوند کریم سے دعا کریں گے کہ لئے خدائے قدوس ہماری جان لے لے اور اپنی رحمت سے اس عذاب سے نجات دیدے ہزار سال کے بعد بارگاہ ایزدی سے جواباً ارشاد ہوگا خبردار خاموش رہو[1]۔ ہم سے استدعا نہ کرو۔ تم کو یہاں سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔ آخرکار مجبور ہو کر کہیں گے۔ آؤ بھائی صبر کرو کیونکہ صبر کا پھل اچھا ہوتا ہے۔ اور خداوند کریم کو تضرع و زاری کے ساتھ ایک ہزار برس تک یاد کریں گے آخر بالکل ناامید ہو کر کہیں گے بے قراری و صبر[2] ہمارے حق میں برابر ہے کسی طرح شکل نجات نظر نہیں آتی انکو سر[3] کے بل کھڑا کیا جائیگا انکے جسم مسخ ہو کر کتوں، گدھوں، بھیڑیوں، بندروں سانپوں اور دیگر حیوانات وغیرہ کی شکل میں ہو جائیں گے۔ دنیا میں جو لوگ تکبر کرتے ہیں ان کو میدان حشر میں لٹا کر پاؤں میں روند دیا جائیگا۔ یہ کفاروں کی حالت کا بیان ہے۔ میدان محشر میں مسلمانوں کی حالت حسب مراتب گوناگوں ہوگی ایک جماعت[5] جو خالصاً لوجہ اللہ ایک دوسرے سے ملاقات و محبت و جدائی و فراق کرتی تھی۔ خدا کے دائیں طرف نور کے ممبروں پر ہوگی اور بعض کو جو توکل سے آراستہ تھے اور مہمات دین و دنیا کو نہایت راستی سے انجام دیتے تھے ان کے چہرے کو چودھویں رات کے چاند کے مانند بنا کر بے حساب و کتاب

حشر میں مسلمانوں کی حالت

[1] قولہ تعالیٰ انکم ما کثون ۱۲ [2] قولہ تعالیٰ اخسئو فیہا ولا تکلمون ۱۲ [3] قولہ تعالیٰ سواء علینا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محیص سورہ ابراہیم ۱۲
[4] قولہ تعالیٰ احشروا الذین ظلموا الخ و جہنم ۱۲
[5] صحیح بخاری و مسلم ترمذی ۱۲

جنت کیلئے جدا کر دیا جائے گا۔ اور وہ لوگ بھی جو ترک دنیا کر کے اعلاء کلمۂ توحید میں شب و روز کوشاں تھے بے حساب و کتاب جنت کیلئے علیحدہ کر دیئے جائیں گے اور ان لوگوں کو بھی جو راتوں میں نہایت ادب و حضور قلب سے ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے سادات الناس کا خطاب دے کر بے حساب و کتاب جنت کے لئے جدا کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ جماعت جو ظاہراً و باطناً ہمیشہ ذکر و طاعت الٰہی میں مصروف رہتی تھی۔ اور سختی و آسائش کی حالت میں یکساں حمد الٰہی کرتی تھی۔ اشرف الناس کے خطاب سے ملقب کی جائیگی۔ باقی ماندہ مسلمان و منافقین مختلف گروہوں پر تقسیم کر دیئے جائیں گے نمازی نمازیوں میں روزے دار روزہ داروں میں۔ حاجی حاجیوں میں، سخی سخیوں میں۔ مجاہد مجاہدین میں۔ منکر المزاج اہل تواضع میں محسنین و خوش اخلاق اپنی جنس میں۔ اہل ذکر و خلوت گزار اہل خوف و ترحم۔ عادل و منصف اہل شہادت، اہل صدق و وفا علمائے راسخین۔ زہاد عوام کالانعام حکام ظالم و خونی و قاتل۔ زانی، دروغ گو۔ چور رہزن۔ ماں باپ کو تکلیف دینے والے۔ سود خوار۔ رشوت خوار حقوق العباد کے تلف کرنے والے، شراب خوار یتیموں و بے کسوں کے مال کھانیوالے زکواۃ نہ دینے والے۔ نماز نہ پڑھنے والے۔ امانت میں خیانت کرنے والے۔ عہد کو توڑنے والے وغیرہ وغیرہ مختلف گروہوں میں منقسم ہو کر اپنی جنس میں جا ملیں گے پھر ان گروہوں میں سے وہ لوگ جو مذکورہ صفات میں سے دو تین یا چار یا اس سے زیادہ اوصاف رکھتے ہوں جدا کر کے الگ گروہوں میں تقسیم کر دیئے جائینگے۔ مویشیوں کی زکواۃ نہ دینے والوں کو میدان حشر میں پشت کے بل لٹا کر جانوروں کو حکم ہوگا کہ ان پر سے گزر کر پامال کر دو۔ پس وہ بار بار

سلہ صحیح مسلم ۱۲

گزر کران کو روندتے رہیں گے۔ سود[1] خواروں کے پیٹوں کو پھلا کر ان میں سانپ[2] بچھو بھر دیئے جائیں گے اور آسیب زدہ حالت میں ہوں گے۔ مصوروں[3] کو یہ عذاب دیا جائیگا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں روح ڈالیں۔ جھوٹا خواب بیان کرتے والوں کو مجبور[4] کیا جائے گا کہ دو جَو کے دانوں میں گرہ لگائیں۔ چغل خوروں کے کانوں[5] میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ اسی طرح بعض فاسقین پر سرزنش و مواخذہ ہو گا جس وقت میدان محشر کفاروں سے بالکل خالی ہو جائیگا اور ہر ملت و فرقہ کے مسلمان میدانِ حشر میں ایک جگہ جمع ہو جائیں گے تو خدائے[6] قدوس ان پر ظاہر ہو کر فرمائے گا۔ اے لوگو! تمام مذاہب ادیان کے لوگ اپنی جگہ چلے گئے تم کیوں اب یہاں ہو۔ وہ عرض کریں گے کہ وہ تو اپنے معبودوں کے ساتھ چلے گئے۔ جب ہمارا معبود ہمکو اپنے ساتھ لیگا۔ اسوقت ہم بھی اسکے ساتھ چلیں گے۔ ارشاد باری ہو گا کہ میں ہوں تمہارا معبود۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔ لیکن چونکہ آدمی اس صورت کو نہ پہچانیں گے کہ یہ خدا کی تجلی ہے۔ کہیں گے کہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ تو ہمارا معبود نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تم نے اپنے معبود کو دیکھا ہے۔ وہ کہیں گے ہماری کیا طاقت تھی کہ ہم اس کو دیکھ سکتے۔ پھر خداوند کریم ارشاد فرمائے گا۔ تمہارے علم میں کوئی ایسی نشانی ہے جس کے ذریعہ سے اس کو پہچان سکو۔ وہ کہیں گے ہاں۔ پس وہ تجلی پوشیدہ ہو کر دوسری تجلی نمایاں ہو گی۔ جس کی پنڈلی[7] سے پردہ اٹھے گا اس کو

[illegible]

---

[1] امام احمد و ابن ماجہ ۱۲ [2] صحیح بخاری ۱۲ [3] صحیح بخاری ۱۲ [4] بخاری ۱۲ [5] صحیح بخاری ۱۲ [6] صحیح بخاری
[7] قولہ تعالیٰ یوم یکشف عن ساق یدعون الی السجود سورہ القلم ۱۲

دیکھتے ہی سب کہیں گے کہ تو ہی ہمارا پروردگار ہے۔ اور سب سربسجود ہو جائیں گے مگر منافقین بجائے سجدہ کرنے کے پشت کے بل گریں گے۔ حکم ہوگا کہ دوزخ و جنت کو میدان حشر کے درمیان رکھو۔ اس کے بعد **اعمال کا حساب** میدان حشر میں لیا جائے گا۔ سب سے پہلے نماز کا حساب اس طور پر لیا جائیگا کہ اپنی تمام عمر میں کتنی نمازیں اسنے پڑھی ہیں اور کتنی ذمہ واجب ہیں اور ارکان و آداب ظاہری و باطنی کیونکر ادا کئے ہیں۔ اور کس قدر نوافل پڑھے ہیں اور اگر اس کے فرائض ترک ہوئے ہوں تو ایک فرض کے عوض میں ستر نوافل قائم ہو سکیں گے۔ نماز انسانی صورت میں حاضر ہو جائیگی۔ جو نمازیں بلا خشوع و خضوع و ذکر الٰہی و درود و وظائف پڑھی گئی ہوں وہ بے دست و پا ہونگی جن نمازوں میں ان امور مذکورہ کا لحاظ رکھا گیا ہو وہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہونگی اسکے بعد دیگر عبادات بدنی کا بھی مثلاً روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد کا اسی طور پر حساب و کتاب ہوگا۔ نیز زہد۔ حرص۔ دینی علوم۔ خون۔ زخم اکل و شراب۔ ناجائز خرید و فروخت حقوق العباد وغیرہ وغیرہ کا حساب ہوگا۔ ظالموں سے مظلوموں کو دلوائی جائیں گی۔ اور اگر نیکیاں نہیں ہیں تو مظلوم کے گناہ حسب اندازہ ظلم ظالم کی گردن پر ڈالے جائیں گے۔ البتہ ظالموں کا ایمان و عقیدہ نہ دیا جائے گا۔ بعض ایسے عالی ہمت بھی ہونگے کہ خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے اپنی نیکیوں کو بغیر کسی عوض کے دوسروں کو بخش دیں گے۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ دو آدمی مقام میزان میں اس قسم کے حاضر ہوں گے کہ ایک کی نیکیاں و برائیاں برابر ہوں گی۔ دوسرا ایسا ہوگا کہ جسکی صرف ایک نیکی ہوگی اوّل الذکر کو حکم ہوگا

[1] امام احمد و ابو داؤد ۱۲

کہ تو کہیں سے اگر ایک نیکی مانگ لائے تو نیکیوں کا پلڑا بڑھ جائے گا۔ اور تو جنت کا مستحق ہو جائے گا۔ وہ بےچارہ تمام لوگوں سے استدعا کرے گا مگر کہیں سے کامیابی نہ ہوگی آخر مجبوراً واپس آئے گا جب آخر الذکر کو یہ حال معلوم ہو جائے گا تو کہے گا بھائی میری تو صرف ایک ہی نیکی ہے اور باوجود اتنی خوبیوں کے تجھ کو ایک نیکی بھی کسی نے نہ دی۔ بھلا مجھ کو کون دیگا۔ لے یہ ایک نیکی بھی تو ہی لے لے تاکہ تیرا کام تو بن جائے۔ میرا اللہ مالک ہے۔ خداوند کریم اپنے بے انتہا فضل وکرم سے ارشاد فرمائیگا۔ ان دونوں کو جنت میں لے جا کر ایک درجہ میں چھوڑ دو تمام چھوٹی و بڑی نیکیاں میزان میں داخل کر دی جائینگی لیکن ان کا وزن حسب عقیدہ ہوگا۔ یعنی جسقدر عقیدہ پختہ و خالص ہوگا۔ اتنی ہی زیادہ وزنی ہوں گی۔ جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص کی ننانوے[۱] برائیاں ہوں گی اور صرف ایک نیکی۔ اور یہ تولتے وقت بارگاہ ایزدی میں عرض کرے گا۔ اے خداوند میری اس ایک نیکی کی اتنی برائیوں کے مقابلہ میں کیا حقیقت ہے کہ تولی جائے۔ جب میں دوزخ کے لائق ہوں تو بغیر تولے مجھ کو بھیج دے۔ اس وقت ارشاد باری ہوگا کہ ہم ظالم نہیں یہ ضرور تولی جائیگی۔ چنانچہ جس وقت وہ برائیوں کے مقابلہ میں تولی جائے گی تو اس کا پلڑا جھک جائیگا۔ اور وہ مستحق جنت قرار پائے گا۔ (شاہ رفیع الدین صاحب فرماتے ہیں) کہ میرے علم میں یہ نیکی شہادت فی سبیل اللہ ہے جو تمام عمر کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ واللہ اعلم۔ اگرچہ پل صراط اور میزان کے متعلق علماء کا اختلاف ہے مگر اظہر یہ ہے کہ میزان بہت سی ہوں گی۔ چنانچہ آیۂ کریمہ

[۱] یہ حدیث آخر تک ترمذی میں ہے ۱۲۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ سے بھی مفہوم ہے اسی طور سے یہ
بھی قیاس میں آتا ہے کہ پل صراط بھی بہت سے ہوں گے۔ خواہ ہر امت کیلئے یا
ہر قوم کے لئے واللہ اعلم قبل اس کے کہ میدان محشر سے پل صراط پر گذرنے کا
حکم ہو گا تمام میدان محشر میں اندھیرا چھا جائیگا۔ پس[1] ہر امت کو اپنے اپنے
پیغمبروں کے ساتھ چلنے کا حکم ہو گا۔ اہل ایمان کو نور کی دو دو مشعلیں[2] عنایت
ہونگی ایک آگے چلیگی دوسری دائیں جانب اور جو ان سے کمتر ہوں گے انکو
ایک ایک مشعل دی جائیگی اور جو ان سے کم ہوں ان کے صرف پاؤں کے انگوٹھے
کے آس پاس خفیف سی روشنی ہوگی اور ان سے بھی جو گئے گذرے ہوں گے
ان کو ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی طرح روشنی دیجائیگی جو کبھی بجھے گی اور کبھی[3]
روشن ہوگی۔ جو منافق ہونگے وہ ذاتی نور سے بالکل خالی ہونگے بلکہ دوسروں[4]
کے نور کی مدد سے چلیں گے یہاں تک کہ جس وقت یہ سب لوگ دوزخ کے
کنارے کے قریب جا پہنچیں گے تو دیکھیں گے کہ دوزخ کے اوپر پل صراط ہے
جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے حکم ہو گا کہ اس پر
ہو کر جنت میں چلو وہ پندرہ ہزار سال کی مسافت میں ہے جن میں سے پانچ
ہزار تو اوپر چڑھنے کے اور پانچ ہزار بیچ میں چلنے کے اور پانچ ہزار اترنے کے
ہیں۔ حاصل کلام جب میدان محشر سے پل صراط پر پہنچیں گے تو آواز ہوگی کہ

---

[1] قولہ تعالیٰ۔ یوم ندعوا کل اناس بامامھم ۱۲ [2] قولہ تعالیٰ یسعیٰ نورھم بین ایدیھم وبا
یمانھم سورہ حدید ۱۲ [3] معالم التنزیل ۱۲ [4] یوم یقول المنافقون والمنافقات للذین
آمنوا انظرونا نقتبس من نورکم قیل ارجعوا وراءکم فالتمسوا نوراً ۱۲

اے لوگو! اپنی آنکھیں بند کرو تا کہ فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پل پر سے گذر جائیں اسکے بعد بعض لوگ تو بجلی کی چمک کی طرح ۔ بعض ہوا ۔
بعض گھوڑے بعض اونٹ بعض معمولی رفتار کی مانند پل صراط سے گذر جائیں گے بعض
لوگ نہایت محنت و مشقت کیساتھ پل پر چلیں گے ۔ اسوقت دوزخ میں سے بڑے بڑے آنکس
نکلینگے جو ان میں سے بعض کو تو چھوڑ دیں گے بعض کو کچھ کچھ کاٹیں گے اور بعض کو کھینچ کر
دوزخ میں ڈال دیں گے ۔ اسی طرح سے رشتہ امانتیں لوگوں کے ساتھ ہو جائیں گے
پس جنہوں نے ان کی رعایت نہ کی ہو ان کو دوزخ میں کھینچ کر ڈال دیں گے اس
وقت اعمال صالحہ مثلاً نماز روزہ درود وظائف وغیرہ لوگوں کے دستگیر
ہوں گے اور خیرات آگ کے اور انکے درمیان حائل ہو جائیگی ۔ قربانی سواری
کا کام دیگی اور اس مقام کے ہول کی وجہ سے کسی کی آواز تک نہ نکلے گی مگر
پیغمبران امتوں کے حق میں (رب سلم سلم) کہیں گے جب مسلمان پل صراط پر چڑھ
جائیں گے تو منافقین اندھیرے میں گرفتار ہو کر فریاد کریں گے ، بھائیو! ذرا
ٹھیرنا کہ تمہارے نور کے طفیل سے ہم بھی چلے چلیں ۔ وہ جواب دیں گے ذرا
پیچھے چلے جاؤ ۔ جہاں سے ہم نور لائے ہیں ۔ تم بھی وہیں سے لے آؤ پس جب
پیچھے جائیں گے تو وہاں بے انتہا تاریکی اور ہول دیکھیں گے آخر کار نہایت

ٖ ترمذی و دارمی ۱۲ ٖ صحیح بخاری میں آیا ہے ۔ اتقوا النار ولو بشق تمرۃ ۱۲ ٖ صحیح بخاری و مسلم
ٖ قولہ تعالیٰ یوم یقول المنافقون منافقین کی بھائی والمنافقات للذین آمنوا انظرونا
نقتبس من نورکم قیل ارجعوا وراءکم فالتمسوا نورا فضرب بینھم
بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب ینادونھم
الم نکن معکم قالوا بلیٰ ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی ۱۲

منافقین و دوزخ میں دوزخیوں کی بدحالی

بے قرار ہو کر واپس لوٹیں گے اور دیکھیں گے کہ پل صراط کے سرے پر ایک بہت بڑی دیوار قائم ہے اور دروازہ بند ہو گیا ہے پس نہایت ہی گڑگڑا کر مسلمانوں کو پکاریں گے کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے جواب ہمیں چھوڑے چلے جاتے ہو۔ وہ جواب دیں گے کہ بیشک تم ہمارے ساتھ تو تھے لیکن بظاہر اور دل میں شک و شبہ کرتے ہوئے ہمارے حق میں برائیاں اور کفاروں کی بھلائیاں چاہتے تھے۔ لہذا مناسب ہے کہ جن کا ساتھ دیتے تھے انھیں سے جا ملو۔ اسی اثناء میں آگ کے شعلے ان کو گھیر کر جہنم کے سب سے نیچے درجے[1] میں پہنچا دیں گے۔ وہ مسلمان جو بجلی و ہوا کی رفتار کے موافق پل صراط پر سے گذریں گے وہ پل کو عبور کر کے کہیں گے کہ ہم نے تو سنا تھا کہ رستہ میں دوزخ آئیگی لیکن ہم نے تو دیکھا بھی نہیں اور وہ لوگ جو سلامتی کیساتھ گزریں گے وہ بھی پل صراط سے اتر کر میدان میں اُن سے جا ملیں گے دنیا میں جو ایک دوسرے سے شکایت رکھتے تھے وہ سب ایک ہو جائیں گے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک[2] سے جنت کا قفل کھولکر لوگوں کو داخل فرمائیں گے۔ یہاں تک پہنچکر آپ اپنی امت کی تفتیش حال کریں گے اس وقت آپ کی امت تمام اہل جنت کا چہارم حصہ ہوگی۔ دریافت حال کے بعد جب آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ابھی میری امت میں سے ہزارہا آدمی دوزخ میں پڑے ہیں تو بوجہ اس کے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں غمگین

دوزخیوں کی شفاعت

---

[1] قولہ تعالیٰ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (ترجمہ) منافق (مسلمانوں کے بدخواہ کافروں کے خیرخواہ) دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہونگے ۱۲ [2] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲

[3] ترمذی میں آیا ہے۔ المفاتیح یومئذ بیدی۔ وانا اول من یحرک حلق الجنۃ ۱۲

ہو کر درگاہ الٰہی میں عرض کریں گے لئے خدا میری امت کو دوزخ سے خلاصی
دے یہ شفاعت بھی شفاعت کبریٰ کے مانند جو آنجناب[1] نے کی تھی ہوگی - یعنی
سات روز تک سر بسجود رہ کر عجیب و غریب حمد و ثنا بیان فرمائیں گے
تب بارگاہ الٰہی سے حکم ہوگا کہ جس کے دل میں جَو کے دانے[2] کے برابر ایمان ہو
اس کو دوزخ سے نکال لاؤ - آپ کو دیکھ کر دوسرے پیغمبر بھی اپنی اپنی امتوں
کی شفاعت کریں گے - پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الٰہی فرشتوں
کو اپنے ساتھ لے کر بمعیت امت دوزخ کے کنارے پہنچیں گے اور فرمائیں گے
لینے اپنے رشتہ داروں اور واقف کاروں کو یاد کر کے ان کی نشانیاں
بتاؤ تاکہ یہ فرشتے ان کو دوزخ سے نکال لیں - چنانچہ ایسا ہی ہوگا -
علاوہ ازیں شہدا کو ستر - حافظوں کو دس - علما کو حسب مراتب لوگوں
کی شفاعت کا حق ہوگا - جب آپ ان کو لے کر جنت میں تشریف لائیں گے
تو آپ کی امت اس وقت تمام اہل جنت کا تیسرا حصہ ہوگی پھر پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم تفتیش فرمائیں گے کہ اب میری امت میں سے کس قدر دوزخ میں
باقی ہیں - جواب ہوگا کہ حضور ابھی تو ہزارہا دوزخ میں موجود ہیں - آپ پھر
بدستور سابق بارگاہ ایزدی میں شفاعت کریں گے - حکم ہوگا کہ جس کسی کے
دل میں رائی[3] کے دانہ برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لاؤ - پس آپ
بدستور سابق علماء، اولیاء، شہداء وغیرہ کو دوزخ کے کنارے لیجا کر فرمائیں گے
کہ اپنے اپنے رشتہ داروں واقف کاروں وغیرہ کو یاد اور پہچان کر کے دوزخ

[1] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲ [2] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲ [3] صحیح بخاری ۱۲

سے نکلوا لاؤ۔ اس وقت بھی ہزارہا آدمی دوزخ سے رہا ہو کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اب آپ کی امت تمام اہل جنت کا نصف حصہ ہو گی اس شفاعت کے بعد آپ پھر دریافت فرما کر بدستور ہائے سابق شفاعت کریں گے ارشاد باری باری تعالیٰ ہو گا کہ جس کے دل میں آدھے ذرے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ بدستور سابق ایک بہت بڑی تعداد جہنم سے برآمد ہو کر جنت میں داخل ہو گی اسوقت آپکی امت تمام اہل جنت سے دوچند ہو جائیگی اور موحدین میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہیں رہیگا۔ مگر وہ موحدین جن کو انبیاء علیہم السلام کا توسل حاصل نہ ہو یعنی اُن کو پیغمبروں کے آنے کا علم نہیں ہوا ہو وہ جو پیغمبروں کو معلوم کر کے منحرف ہو گئے ہوں۔ ان کے حق میں حضور اقدس صلعم شفاعت کریں گے مگر خداوند کریم فرمائے گا کہ ان سے تمہارا کوئی تعلق نہیں بلکہ ان کو میں خود بخود بخشوں گا۔ اس اثنا میں مشرکین اور ان موحدین میں نزاع ہو گا مشرکین بطور طعنہ کہیں گے کہ تم تو توحید[ا] کے متعلق دنیا میں ہم سے جھگڑتے تھے اور اپنے تئیں سچے بتاتے تھے مگر معلوم ہوا کہ تمہارا خیال محض خام تھا۔ دیکھو ہم اور تم یکساں ایک ہی بلا میں مبتلا ہیں پس اُس وقت خدائے قدوس فرمائے گا کیا انہوں نے شرک و توحید کو یکساں سمجھ لیا ہے۔ قسم ہے عزت و جلال کی کہ میں کسی موحد کو مشرک کے برابر نہ کروں گا پس ان تمام موحدین کو اس روز کے آخر میں جسکی مدت پچاس ہزار سال کے برابر کی ہے دوزخ سے اپنے دست قدرت سے نجات دے گا۔

ا صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲

اس وقت ان لوگوں کے جسم کوئلہ کی طرح سیاہ ہوں گے لہذا آب حیات کی نہر میں جو جنّت کے دروازوں کے سامنے ہے غوطہ دینگے جس سے ان کے بدن صحیح وسالم ہو کر تر و تازہ ہو جائیں گے۔ اور ایک مدت کے بعد جنت میں داخل ہوں گے مگر ان کی گردنوں پر ایک سیاہ داغ رہیگا اور اہل جنت میں ان کا لقب جہنمی ہوگا۔ پس وہ ایک مدت کے بعد درگاہ الٰہی میں عرض کریں گے خداوندا جب تو نے دوزخ سے ہم کو نجات دی تو اس نشان و لقب کو بھی اپنے فضل و کرم سے ہم سے دور کر دے۔ پس خدا کی مہربانی سے وہ نشان اور لقب بھی ان سے دور ہو جائے گا۔ سب سے آخری شخص جو دوزخ سے برآمد ہو کر جنت میں داخل کر دیا جائیگا ایک ایسا شخص ہوگا کہ اس کو دوزخ سے نکال کر کنارے پر بٹھا دیا جائے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اس کو ہوش آئیگا تو کہے گا کہ میرے منہ کو اس طرف سے پھیر دو۔ پس اس سے عہد لیا جائے گا کہ اس کے سوا اور کچھ تو نہ مانگے گا۔ جب وہ پختہ عہد کرے گا تو اس کا منہ پھیر دیا جائے گا۔ جب وہ جنت کی جانب نظر کرے گا تو اسکو نہایت تر و تازہ درخت دکھائی دیں گے۔ پس وہ شور مچائے گا الٰہی مجھ کو وہاں پہنچا دے پھر اس سے بدستور سابق عہد لے کر وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ اور اسی ترتیب سے خوشنما درخت و عمدہ مکانات کو دیکھ کر نقض عہد کرتا ہوا جنّت کے پاس پہنچ جائے گا۔ اور جب وہ جنت کی تمدنا تازگی و رونق دیکھیگا تو تمام عہد سابقہ کو توڑ کر نہایت گڑگڑا کر جنت میں داخل ہونے کا خواستگار ہوگا لیکن جب اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی تو اس خیال میں پڑ جائے گا کہ جنت تو معمور

ل صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲ ۔ ۲ یہ مضمون اخیر تک صحیح بخاری و مسلم شریف میں موجود ہے۔

ہو چکی ہے اب میرے لئے اس میں مکان کی گنجائش کہاں ہو گی۔ حق تعالیٰ فرمائے گا جا وہاں جگہ کی کمی نہیں ہے عرض کرے گا کہ خداوندا شاید تو مجھ سے تمسخر کرتا ہے حالانکہ تو رب العالمین ہے خداوند کریم فرمائے گا کہ جسقدر تجھے مانگنا ہے مانگ لے میں اس سے دوچند عطا کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوگا اور یہ اہل جنت میں سے ادنیٰ مرتبہ کا ہے حاصل کلام جب تمام اہل جنت اپنے اپنے مقاموں پر برقرار ہو جائیں گے تو ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے کہیں گے فلاں دوزخی ہم سے حق باتوں پر جھگڑتا تھا نہ معلوم اب وہ کس حالت میں ہے پس ایک کھڑکی کھول دی جائے گی اور بینائی میں قوت عطا کیجائے گی کہ جس سے وہ دوزخی کو دیکھ لیں گے دوزخی بہت آہ وزاری کر کے جنت کے کھانے اور پانی کو طلب[1] کریگا یہ جواب دیں گے کہ جنّت کی نعمتوں کو خدا نے تم پر حرام کر دیا ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو کیونکر سچّا پایا کیونکہ ہم نے تمام وعدوں کو بے کم و کاست بجا اور درست پایا وہ نہایت ہی پشیمانی اور عاجزی ظاہر کریگا اسکے بعد اہل جنّت کھڑکی بند کرلیں گے۔ پھر اہل جنت اپنے اہل وعیال کی حالت دریافت کرینگے۔ فرشتے جواب دینگے کہ وہ سب حسب اعمال جنت میں اپنے اپنے مکانوں میں موجود ہیں اہل جنت کہینگے کہ ہمکو بغیر انکے کچھ لطف نہیں آتا انکو ہم تک پہنچاؤ۔ ملائکہ جواب دیں گے کہ یہاں ہر شخص اپنے عمل کے موافق رہ سکتا ہے۔ اس سے تجاوز کا حکم نہیں پس وہ خدائے قدوس کی بارگاہ میں عرض کریں گے

اہل دوزخ و اہل جنت کی باہم گفتگو

اہل جنت اور انکی اولاد

[1] قولہ تعالیٰ وَنَادٰی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ سورہ اعراف ۱۲

کہ خداوندا تجھ پر روشن ہے کہ ہم جب تک دنیا میں تھے تو کسب معاش
کرتے تھے اور اس سے اپنے اہل و عیال کی پرورش ہوتی تھی اور وہ
ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوتے تھے۔ اب جب تو نے بلا
مشقت ایسی ایسی نعمتیں عنایت فرمائیں تو ہم اُن کو کیوں کر محروم کر سکتے
ہیں امیدوار ہیں کہ ان کو ہم سے ملا دیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوگا
کہ ان کی اولادوں کو ان تک پہنچا دو اور ان کو عیش و آرام کے سامان
بھی ساتھ ہی پہنچا دو تاکہ ان کو کسی بات کی تنگی نہ ہو۔ پس اہل و
عیال کو ان سے ملا دیا جائے گا اور ان کو اصلی اعمال کی جزاء کے علاوہ
والدین کے طفیل سے بہت کچھ عطا ہوگا۔ اندرون جنت میں بھی حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو درجات عالیہ کے لئے شفاعت کرنے کا حق حاصل ہوگا
اور لوگ جتنی زیادہ حضورؐ سے محبت رکھتے ہوں گے اتنے ہی مراتب اپنے
استحقاق سے زیادہ حاصل کریں گے۔ جب تمام لوگ دوزخ و جنت میں داخل ہو چکیں گے
تو جنت و دوزخ کے درمیان منادی ہوگی کہ اے اہل جنت۔ جنت کے
کناروں پر آجاؤ۔ اور اے اہل دوزخ دوزخ کے کناروں پر آجاؤ۔ اہل جنت
کہیں گے کہ ہم کو تو ابدالآباد کا وعدہ دلا کر جنت میں داخل کیا ہے اب
کیوں طلب کرتے ہو۔ اور اہل دوزخ نہایت خوش ہو کر کناروں کی طرف
دوڑیں گے اور کہیں گے کہ شاید ہماری مغفرت کا حکم ہوگا۔ پس جس وقت
سب کناروں پر آجائیں گے تو ان کے مابین **موت** کو چتکبرے مینڈھے

لہ قولہ تعالیٰ الحقنا بھم ذریتھم سورہ طور۔ اہل جنت کو انکی اولاد سے ملا دیں گے ۱۲

کی شکل میں حاضر کردیا جائے گا اور اور لوگوں سے کہا جائے گا کہ کیا اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں جانتے ہیں کیونکہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس نے موت کا پیالہ نہ پیا ہو۔ اس کے بعد اس کو ذبح کردیا جائے گا۔[1] کہتے ہیں کہ اس کو حضرت یحییٰ ذبح کریں گے پھر وہ منادی آواز دے گا۔ اے اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہو کہ اب موت نہیں اور اے اہل دوزخ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہو کہ اب موت نہیں۔

ذبح موت

اہل جنّت اسقدر خوش ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو یہ شادی مرگ ہوجاتی۔ اور اہل دوزخ اس قدر رنجیدہ ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو یہ غم کے مارے مرجاتے اسکے بعد حکم ہو گا کہ دوزخ کے دروازوں کو بند کرکے اسکے پیچھے بڑے بڑے آتشی شہتیر بطور پشتیبان لگادو۔ تاکہ دوزخیوں کو نکلنے کا خیال بھی نہ رہے۔ اور اہل جنت کو جنت میں ابد الآباد تک رہنے کا یقین واطمینان ہوجائے۔ جنت کی دیواریں[2] سونے چاندی کے اینٹوں اور مشک وزعفران کے گارے سے بنی ہوئی ہیں۔ اسکی سڑکیں اور پٹڑیاں زمرد و یاقوت اور بلّور سے۔ اس کے باغیچے نہایت پاکیزہ ہیں۔ جن میں بجائے بجری (کنکریٹ) زمرّد۔ یاقوت اور موتی وغیرہ پڑے ہیں۔ اس کے درختوں کی چھالیں طلائی ونقرئی ہیں۔ شاخیں بے خار وبے خزاں ہیں اس کے میووں میں دنیا کی نعمتوں کی گوناگوں لذّتیں ہیں انکے نیچے۔ ایسی نہریں ہیں جن کے کنارے پاکیزہ اور جواہرات سے

جنت کی نعمتوں کا ذکر

[1] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲ [2] امام احمد و ترمذی و دارمی۔

مرصع ہیں۔ ان نہروں کی چار قسمیں ہیں۔ ایک وہ کہ جن کا پانی نہایت شیریں وخنک[1] ہے۔ دوسری وہ جو ایسے دودھ[2] سے لبریز ہیں جس کا مزا نہیں بگڑتا تیسری ایسی شراب[3] کی ہیں جو نہایت فرحت افزا وخوش رنگ ہے۔ چوتھی نہایت صاف وشفاف شہد[4] کی ہیں۔ علاوہ ان کے تین قسم کے چشمے ہیں ایک کا نام کافور[5] ہے جسکی خاصیت خنکی ہے دوسرے کا نام زنجبیل[6] ہے۔ جس کو سلسبیل بھی کہتے ہیں۔ اس کی خاصیت گرم ہے مثل چاء وقہوہ۔ تیسرے کا نام تسنیم[7] ہے جو نہایت لطافت کے ساتھ ہوا میں معلق جاری ہے۔ ان تینوں چشموں کا پانی مقربین کے لئے مخصوص ہے لیکن اصحاب یمین کو جو ان سے کمتر ہیں۔ ان میں سے سربمہر[8] گلاس مرحمت ہونگے جو پانی پینے کے وقت گلاب اور کیوڑے کی طرح سے اس میں سے تھوڑا تھوڑا ملا کر پیا کریں گے۔ اور دیدار الٰہی کے وقت ایک اور چیز عنایت ہوگی جس کا نام شراب طہور[9] ہے جو ان تمام چیزوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ جنت کے درخت باوجود نہایت بلند وبزرگ وسایہ دار ہونے

---

[1] قولہ تعالیٰ فیہا انہار من ماءٍ غیر اٰسن ۱۲ [2] قولہ تعالیٰ وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ ۱۲ [3] قولہ تعالیٰ وانہار من خمر لذۃ للشاربین ۱۲

[4] قولہ تعالیٰ وانہار من عسل مصفّٰی ۱۲ [5] قولہ تعالیٰ ان الابرار یشربون من کاسٍ کان مزاجہا کافوراً عیناً یشرب بہا عباد اللہ یفجرونہا تفجیراً ۱۲

[6] قولہ تعالیٰ یسقون فیہا کاساً کان مزاجہا زنجبیلاً عیناً فیہا تسمّٰی سلسبیلا ۱۲

[7] قولہ تعالیٰ مزاجہ من تسنیم عیناً یشرب بہا المقربون ۱۲

[8] قولہ تعالیٰ یسقون من رحیق مختوم ختامہ مسک ۱۲

[9] قولہ تعالیٰ۔ وسقاہم ربہم شراباً طہوراً ۱۲

کے اسقدر باشعور ہیں کہ جس وقت کوئی جنتی کسی میوے کو رغبت کی نگاہ سے دیکھے گا تو اس کی شاخ اس قدر نیچے کو جھک جائیگی کہ بغیر کسی مشقت کے وہ اس کو توڑ لیا کرے گا جنت کے فرش و فروش[۱] لباس وغیرہ نہایت عمدہ و پاکیزہ ہیں اور ہر شخص کو وہی لباس عطا کئے جائیں گے جو اس کو مرغوب ہونگے اور مختلف قسم کے لباس ہونگے۔ سندس[۱]۔ استبرق۔ اطلس۔ زربفت وغیرہ اور بعض ان میں سے ایسے نازک و باریک ہونگے کہ ستر[۲] تہوں میں بھی بدن نظر آئے گا۔ جنت میں نہ سردی ہے نہ گرمی نہ آفتاب کی شعاعیں نہ تاریکی بلکہ ایسی حالت ہے جیسے طلوع آفتاب سے کچھ پیشتر ہوتی ہے مگر روشنی میں ہزار ہا درجے اس سے برتر ہوگی جو عرش کے نور کی ہوگی نہ کہ چاند سورج کی چنانچہ ایک[۳] روایت میں آیا ہے کہ اگر وہاں کا لباس[۴] و زیور زمین پر لایا جائے تو اپنی چمک دمک سے جہان کو اس قدر روشن کردیگا کہ آفتاب کی روشنی اس کے سامنے ماند ہوجائے گی۔ جنت میں۔ ظاہری کثافت و غلاظت یعنی پیشاب[۵] پاخانہ۔ حدث۔ تھوک۔ بلغم۔ ناک کا ریٹ۔ پسینہ و میل بدن وغیرہ بالکل نہ ہونگے۔ صرف سر پر بال ہونگے اور داڑھی مونچھ و دیگر قسم کے بال جو جوانی میں پیدا ہوتے ہیں بالکل نہ ہوں گے اور نہ کوئی بیماری ہوگی اور باطنی کثافتوں یعنی کینہ۔ بغض۔ حسد[۶]۔ تکبر۔ عیب جوئی غیبت وغیرہ سے دل صاف ہوں گے۔ سونے کی حاجت نہ ہوگی۔ اور خلوت و استراحت

جنت میں ہر دو نوع کی ظاہری و باطنی کثافت نہ ہوگی۔

[۱] قولہ تعالیٰ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۱۲ [۲] ترمذی ۱۲ [۳] ترمذی ۱۲ [۴] ترمذی ۱۲
[۴] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲ [۵] ترمذی شریف ۱۲ [۶] صحیح بخاری و صحیح مسلم ۱۲۔

کیلئے پردہ والے مکانوں میں میلان کریں گے۔ ملاقات اور ترتیب مجلس کے وقت صحن اور میدانوں میں رغبت کریں گے۔ ان کی غذاوں کا فضلہ خوشبو دار ڈکاروں اور معطر پسینے سے دفع ہو گا۔ جس قدر کھائیں گے فوراً ہضم ہو جایا کرے گا۔ بدہضمی و گرانی شکم کا نام تک نہ ہو گا۔ جماع میں نہایت حظ حاصل ہو گا اور انزال ایک نہایت فرحت بخش ہوا کے نکلنے سے ہوا کرے گا نہ کہ منی سے۔ جماع کے بعد عورتیں پھر باکرہ ہو جایا کرینگی۔ مگر بکارت کے ازالہ کی تکلیف اور خون وغیرہ کے نکلنے سے پاک ہونگی۔ سیر و تفریح کے واسطے ہوائی سواریاں اور تخت ہوں گے جو ایک گھنٹہ میں ایک مہینہ کا راستہ طے کرتے ہونگے۔ جنت میں ایسے قبے برج اور بنگلے ہونگے جو ایک ہی یاقوت یا موتی یا زمرد یا دیگر جواہرات سے رنگ برنگ بنے ہونگے۔ جن کی بلندیاں و عرض ساٹھ ساٹھ گز ہونگی۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ کسی مکان کی بلندی و عرض یکساں نہ ہو تو مکان ناموزوں ہوتا ہے۔ اہل جنت کی خدمت راحت آسائش و آرام وغیرہ کیلئے حور و غلمان و ازدواج موجود ہونگے۔ جنت آٹھ ہیں۔ جن میں سے سات تو سکونت کے لئے مخصوص ہیں اور آٹھویں دیدار الٰہی کیلئے جسکو بارگاہ الٰہی بھی کہہ سکتے ہیں جنتوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

جنۃ الماویٰ۔ دار المقام۔ دار السلام۔ دار الخلد۔ جنت النعیم۔ جنت الفردوس۔ جنت العدن۔

جنت الفردوس تمام جنتوں سے برتر و اعلیٰ ہے اور اسمیں سب سے بہترین طبقہ جنت العدن ہے جہاں تجلیات الٰہی نمودار ہوتی ہیں اور گوناگوں

جنتوں کے نام

[1] صحیح مسلم ۱۲

بے اندازہ نعمتیں عطا فرمائی جاتی ہیں۔ مگر آٹھویں جنّت کے نام میں علماء
کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہ علیّین[۱] ہے لیکن قرآن
مجید میں یہ آیا ہے کہ علیّین اہل جنت کا دفتر اور مقرب فرشتوں
اور بنی آدم کی حاضری کا مقام ہے نہ کہ طبقۂ جنت۔ بعض علماء نے اسکو
جنت الکثیف کہا ہے اور اس کی تائید اس حدیث[۲] سے ہوتی ہے کہ
مسلمان مشک کے ٹیلوں پر جمع ہونگے پس ایک ہوا چلے گی کہ جس سے مشک
اُڑکر ان کے کپڑوں اور چہروں پر پڑے گا اور ان کی معطری پہلے سے دگنی
ہو جائیگی۔ اسی اثناء میں خدائے قدوس کی تجلّیات کا ظہور ہوگا جس سے
ہر شخص کو بقدر استعداد انوار و برکات مرحمت ہوں گے اور کلام بھی
ہوگا۔ اس فقیر کے خیال میں اس کا نام مقعدِ صدق معلوم ہوتا ہے۔
کیونکہ اس آیۂ کریمہ[۳] اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ
مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جنّت
کے درجے عدد میں اتنے ہیں جتنی کلام مجید کی آیتیں۔ اور تمام درجوں سے
برتر و بالا وہ درجہ ہے کہ جس کا نام وسیلہ[۴] ہے اور یہ حضور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔ اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اسکا رہنے
والا وزیر کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اہل جنّت میں سے کسی کو کوئی نعمت بغیر
اسکے طفیل کے نہ پہنچے گی۔ اور یہ طبقے اس طرح ایک دوسرے پر حائل

---

[۱] قولہ تعالیٰ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّیُّوْنَ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۱۲ [۲] ترمذی و ابن ماجہ ۱۲ [۳] (ترجمہ) جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ بہشت کے باغوں اور نہروں میں سچی (عزت کی) جگہ بادشاہ (دو جہان) قادر مطلق کے مقرب ہونگے ۱۲ [۴] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲

نہیں ہیں جیسے مکانوں کی چھتیں بلکہ ان تمام کی چھت عرش الٰہی ہے اور یہ
اسطریقہ پر ہیں جیسے باغ کے نیچے کا حصہ اوپر کا حصہ اور ان درجات کی وسعت پر
سوائے رب العزت کے کوئی احاطہ نہیں کرسکتا اور نیچے کے درجہ والوں کو اوپر
کے درجہ والے اسطرح نظر آئیں گے گویا آسمان کے کناروں پر ستارے ہیں اسقدر
معلوم رہے کہ جنت الماوی سب سے نیچے جنت العدن وسط میں اور جنت
الفردوس[1] سب سے اوپر ہے اہل جنت میں سے ادنیٰ شخص کو دنیاوی آرزوؤں
سے دس گنا زیادہ مرحمت ہوگا۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ ادنیٰ اہل جنت
کی ملک حشم و خدم اسباب لذت وغیرہ وغیرہ اسّی سال کی مسافت کے برابر
پھیلاؤ میں ہوں گے اور جنت کے بعض بڑے بڑے میوے ایسے ہوں گے کہ
جس وقت اسکو جنتی توڑے گا۔ تو اس میں سے نہایت خوبصورت پاکیزہ
عورت مع لباس فاخرہ و زیور کے برآمد ہوگی اور اپنے مالک کی ہم نشین
و خدمت گزار ہوگی۔ اہل جنت کے **قد و قامت** مانند حضرت آدم[2] علیہ السلام
کے ساٹھ ساٹھ ہاتھ ہوں گے اور دیگر اعضا بھی انھیں قد و قامت کے
مناسب ہوں گے بلحاظ صورت نہایت حسین و جمیل اور ہر ایک عین شباب[3]
کی حالت میں ہوگا۔ ذکر الٰہی اس طرح بے تکلف دل اور زبانوں[4] پر جاری
ہوگا جیسے کہ دنیا میں سانس اور جیسا کہ جنت کی نعمتوں سے بدن کو لذت
حاصل ہوگی اسی طرح سے باطنی لذات یعنی انوار و تجلیات الٰہی بھی حاصل ہوتی رہیگی
مثلاً جنت میں ایک درخت ہے جسکا نام سبحان اللہ ہے۔ جیسا کہ ذائقہ میں
لذت دیتا ہے اسی طرح خدا کی تنزیہ و تسبیح کی لذات سے آگاہ کرتا ہے جنت کی

اہل جنت کا قد و قامت

۱؎ صحیح بخاری و مسلم ۱۲ ۲؎ صحیح بخاری و مسلم ۱۲ ۳؎ صحیح بخاری و مسلم ۱۲ ۴؎ صحیح مسلم ۱۲

دیدار الٰہی

سب سے بہترین و افضل نعمت[۱] دیدار الٰہی ہے دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کی حیثیت سے لوگوں کی چار قسمیں ہوں گی۔ ایک تو وہ جو سال بھر میں ایک مرتبہ دوسرے[۲] وہ جو ہر جمعہ کو تیسرے وہ جو دن میں دو مرتبہ مشرف ہوں گے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صبح و عصر کی نماز نہایت خضوع و خشوع سے پڑھنے سے اس دیدار میں بڑی مدد ملتی ہے۔ چوتھی جماعت اخص الخاص بمنزلہ غلمان[۳] و خدام ہر وقت بارگاہ الٰہی میں حاضر رہینگے۔ طریقہ دیدار[۴] یہ ہوگا کہ سات طبقوں کے اوپر آٹھویں طبقہ میں ایک کشادہ وسیع میدان زیر عرش موجود ہے وہاں نور زمرد۔ یاقوت موتی۔ چاندی اور سونے وغیرہ کی کرسیاں حسب مراتب رکھی جائیں گی اور جن[۵] لوگوں کے لئے کرسیاں نہیں ہیں ان کو مشک و عنبر کے ٹیلوں پر بٹھائینگے اور ہر شخص اپنی جگہ نہایت خوش و خرم ہوگا۔ دوسروں کے مراتب کی افزونی کی وجہ سے اسکو کسی طرح کا خیال نہ ہوگا۔ اور اسی اثنا میں ایک نہایت فرحت افزا ہوا چل کر ان پر ایسی ایسی پاکیزہ خوشبوئیں چھڑک دیگی جو انھوں نے نہ کبھی دنیا میں اور نہ بہشت میں کبھی دیکھی ہونگی۔ اس وقت خداوند کریم ان پر اس طور سے جلوہ افروز ہوگا کہ کوئی شخص ایک دوسرے کے درمیان حائل نہ ہوگا اور ہر شخص کو اس قدر قرب حاصل ہوگا کہ وہ اپنے دل کے رازوں کو اس طرح عرض کرے گا کہ دوسروں کو خبر نہ ہوگی اور خدائے قدوس کے خطاب سراً و جہراً سنیگا اسی اثنا میں حکم ہوگا کہ شراب طہور اور نہایت لذیذ نعمتوں سے انکو سرفراز

---

[۱] صحیح مسلم ۱۲ [۲] صحیح مسلم [۳] صحیح مسلم و ترمذی و ابن ماجہ ۱۲ [۴] مسند امام احمد ترمذی ۱۲ [۵] یہ مضمون آخر تک ترمذی و ابن ماجہ میں آیا ہے۔

گرو۔ دیدار الٰہی دیکھنے والوں کو اسقدر استغراق ہوگا کہ لذت دیدار کے سوا تمام چیزوں کو بھول جائیں گے۔ جب یہاں سے رخصت ہونگے تو راستہ میں ایک بازار دیکھیں گے کہ جس میں ایسے ایسے تحفے و تحائف مہیا ہونگے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے ہوں گے اور نہ کان نے سنے ہونگے۔ جو شخص جس کا طالب ہوگا۔ مرحمت کی جائے گی۔ جنت میں تین قسم کے راگ ہوں گے۔ ایک تو یہ کہ جس وقت ہوا چلے گی تو درخت طوبیٰ کے ہر پتے و شاخ سے خوش الحان آوازیں[1] سنائی دیں گی کہ جس سے سامعین محو ہو جایا کریں گے۔ اور جنت میں کوئی گھر ایسا نہ ہوگا کہ جس میں درخت طوبیٰ کی شاخ نہ ہو۔ دوم یہ کہ جس طرح شادی بیاہ وغیرہ میں ترتیب اجتماع و سماع کرتے ہیں اسی طرح جنت میں حوریں اپنی خوش الحانیوں سے ہر روز اپنے شوہروں کو محظوظ کریں گی۔ تیسرے یہ کہ دیدار الٰہی کے وقت بعض مطرب خوش الحان بندوں کو جیسے حضرت اسرافیل و حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ خدا کی پاکی بیان کرو۔ اس وقت ایک ایسا عجیب لطف حاصل ہوگا کہ تمام سامعین پر وجد طاری ہو جائے گا۔

خدام اہل بہشت

خدام اہل بہشت تین قسم کے ہونگے۔ ایک ملائکہ جو خدائے قدوس اور ان کے مابین بطور قاصد ہونگے۔ دوم غلمان[2] جو حوروں کی طرح ایک جدا مخلوق ہیں وہ ہمیشہ ایک عمر کے رہیں گے اور مثل بکھرے ہوئے موتیوں کے چاروں طرف خدمت کرتے پھریں گے۔ تیسرے اولاد مشرکین جو قبل از بلوغ انتقال کر چکی ہوگی بطور خدام رہیں گے بعض لوگ بوجہ اس کے کہ

[1] ترمذی ۱۲ [2] قولہ تعالیٰ۔ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ۱۲

ان کی نیکیاں وبدیاں برابر ہونگی نہ تو جنت کے مستحق ہونگے نہ دوزخ کے
بلکہ پل صراط سے اترتے ہی جہنم کے کنارے پر روک دیئے جائیں گے۔ نیز وہ
لوگ جن تک دعوت پیغمبران نہ پہنچی ہوگی اور انہوں نے نہ تو نیک اعمال کئے
ہونگے نہ کوئی بدی و شرک کیا ہو بلکہ چوپایوں کی طرح سے کھانے پینے اور
جماع وغیرہ میں بسر کرتے رہے ہوں اور وہ لوگ بھی جو فساد عقل وجنون کی وجہ سے
حق اور باطل میں امتیاز کرنے سے قاصر رہے ہوں، اس مقام میں جس کا
نام اعراف[1] ہے تا اختتام روز حشر کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے رہیں گے
اور دخول جنت کی توقع رکھتے ہونگے۔ پھر ایک عرصہ کے بعد محض فضل الٰہی سے
جنت میں داخل ہو جائینگے اور بمنزلہ خدام رہیں گے اور جنوں میں جو لوگ کافر
ہونگے وہ دوزخ میں رہیں گے اور جو صالحین ہونگے وہ دائمی راحت میں رہینگے
کیونکہ جن وانس دونوں مکلف بالشرح ہیں۔ جیسا کہ سورہ رحمٰن[2] میں بار بار
ذکر آیا ہے اور پرندوں اور چوپایوں کا بھی حشر ہوگا اسی طرح پر کہ مظلوم ظالم
سے بدلہ لے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ
يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ
يُحْشَرُونَ ۝ جب ایک دوسرے سے بدلہ لے چکیں گے تو ان کو خاک کر دیا جائے
گا۔ مگر حسب ذیل چند اشیاء کو فنا نہ ہوگی مثلاً جانوروں میں سے

---

[1] وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ۱۲

[2] اس سورہ میں اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو تثنیہ کے صیغے سے مخاطب فرمایا ہے
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ الآیۃ ۱۲

حضرت اسمٰعیل ع کا دنبہ حضرت صالح ع کی اونٹنی۔ اصحاب کہف کا کتا۔
نباتات میں سے اسطوانہ حنّانہ (یعنی وہ ستون جو ممبر بننے سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں اس کے سہارے وعظ فرمایا کرتے تھے
مکانات میں سے خانہ کعبہ، کوہ طور، صخرۂ بیت المقدس اور وہ جگہ جو حضور انور صلعم کے روضۂ مقدسہ اور مابین منبر واقع ہے۔ ان کو مناسب صورتوں کے ساتھ جنّت میں داخل کردیا جائیگا۔ حاصل کلام اہل دوزخ ہمیشہ دوزخ میں اہل جنّت ابدلآباد تک جنت میں رہیں گے اور بے شمار نعمتوں سے کہ (لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ) مالامال رہیں گے۔

خداوندکریم ہم تمام مسلمانوں کا خاتمہ بالایمان کرے اور ہول قبر و حشر سے نجات دے کر جنت میں پہنچائے اور اپنی خوشنودی و رضامندی میں رکھے بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ واصحابہ الطاہرین

الراجی الی رحمۃ ربہ الحمید محمد سعید وفقہ اللہ الرشید

تمت بالخیر

رفیق مشین پریس

